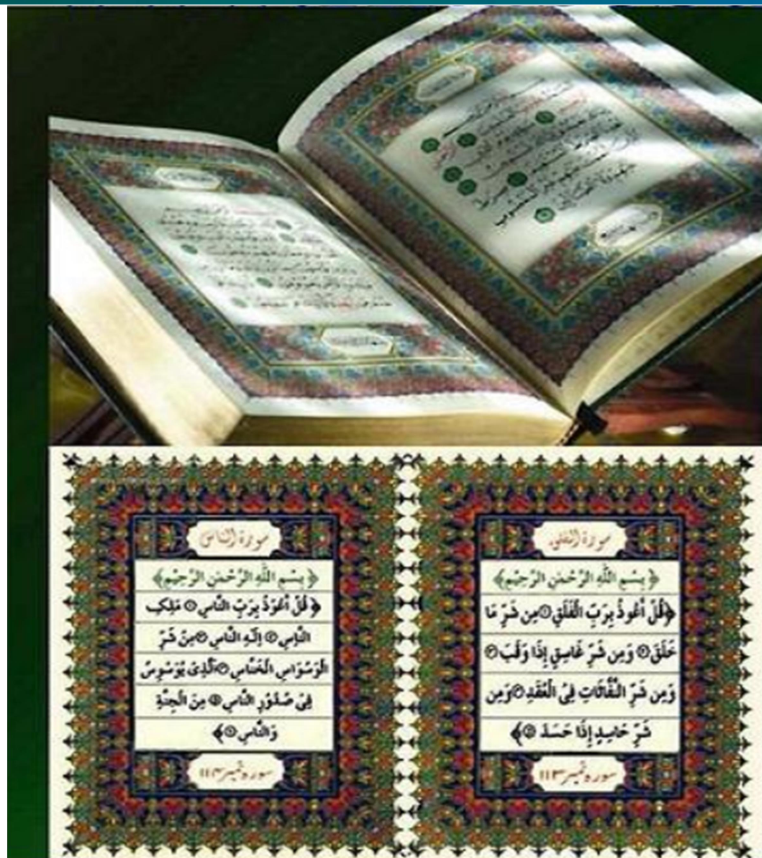
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُعوِّذتین

MU'AWWIDHATAYN-Fazail,Bar'kaat,Tafseer



(فضائل، برکات، تفسیر)

افادات

امام علّامہ ابنِ قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

فضیلۃ الشیخ پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

ترتیب وتدوین

شاہد ستار حفظہ اللہ

تقدیم وتہذیب

فضیلۃ الشیخ ابوعدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر (سعودی عرب)

ناشر

توحید پبلیکیشنز ، بنگلور (انڈیا)



Published By

توحید پبلیکیشنز

Tawheed Publications

#43,S.R.K.Garden,Bangalore-41

Email: tawheed_pbs@hotmail.com

URDU 31

Read "Tawheed Publications" Books for authentic information about Islam

بسم اللہ الرحمن الرحیم

② قرآنِ مفصل:

تفسیر طبرانی وغیرہ میں ایک حدیث ہے:

((عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اُعْطِیْتُ مَکَانَ التَّوْرَاۃِ السَّبْعَ الطِّوَالَ وَمَکَانَ الزَّبُوْرِ الْمِئِیْنَ وَمَکَانَ الْاِنْجِیْلِ الْمَثَانِیْ وَفُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ)) [1]

''حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تورات کی جگہ مجھے طوال سورتیں دی گئی ہیں، زبور کی جگہ مئین سورتیں دی گئی ہیں اور انجیل کی جگہ سورۂ فاتحہ دی گئی ہے اور مفصل سورتیں (زائد دے کر) مجھے فضیلت عطا کی گئی ہے۔''

اس حدیث کے آخری الفاظ ہیں: ((فُضِّلْتُ بِالْمُفَصَّلِ))

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ: ۱۴۸۰

''اور اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں مفصل کے ذریعے مجھے فضیلت دی ہے۔''

فضیلت دینے کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ قرآنِ مفصل دوسرے کسی پیغمبر کو عطا نہیں ہوا۔

قرآنِ کریم کو چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے:
① طوال۔② مئین ۔③ مثانی ④ مفصّل

①سبع طوال:

قرآنِ حکیم کی سات ابتدائی لمبی سورتیں عطا فرمائیں:
① سورۃ بقرہ ② سورۃ آلِ عمران ③ سورۃ نسآء ④ سورۃ مائدہ ⑤ سورۃ انعام
⑥ سورۃ اعراف ⑦ سورۃ انفال۔

②مئین:

مئین سے مراد قرآنِ حکیم کی وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے دو سو تک ہے:
ان میں سورۃ یونس سے لیکر سورۃ شعرآء تک سورتیں شامل ہیں۔

③مثانی:

مثانی سے مراد قرآنِ حکیم کی وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے کم ہے:
ان میں سورۃ نمل سے لیکر سورۃ الحجرات تک کی سورتیں شامل ہیں۔

④مفصّل:

مفصّل سورتوں میں سورۃ قٓ سے لیکر آخر سورۃ الناس تک کی تمام سورتیں شامل ہیں۔
مفصل کا معنیٰ ہے فصل کیا گیا، فرق کیا گیا، سورۃ ق سے سورۃ الناس تک کو مفصل اس لیئے کہا جاتا ہے کہ ان میں بار بار فصل ہے ﴿ بِسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم ﴾ کا۔ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں اور بار بار ﴿ بِسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم ﴾ کے ذریعے سے فصل و فاصلہ کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ قرآنِ مفصل کے ذریعے مجھے فضیلت وفوقیت دی گئی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی سورتیں ہیں لیکن ان کی شان بہت بڑی ہے۔ اِن کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ بعض سورتوں کا مرتبہ بتا دیا گیا اور بعض کا نہیں بتایا۔ مثال کے طور پر سورۂ اخلاص کا مقام بتا دیا گیا۔ حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کے بارے میں فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک یہ (سورۂ اخلاص) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔'' [1]

جبکہ صحیح مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ)) [2]

''﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ یعنی سورۂ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی مسجد قبا میں جماعت کرواتے تھے اور ہر نماز کی ہر رکعت کی قراءت میں اس سورۂ اخلاص کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے ان کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے پوچھا:

''تم ہر رکعت میں اس سورت کو کیوں پڑھتے ہو؟'' اُس نے کہا: ((اِنِّیْ اُحِبُّهَا)) ''مجھے اس سے محبت ہے۔''

نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حُبُّکَ اِیَّاهَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّةَ)) [3]

''اس سورت کی محبت کے عوض اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔''

---

[1] بخاری مع فتح الباری ۶۷/۸، ابوداؤد ۱۵۲/۲ سنن کبریٰ نسائی ۱۶/۵

[2] صحیح مسلم: ۱۳۴۴

[3] صحیح بخاری مع فتح الباری ۲۹۸/۲، ترمذی ۱۶۹/۵ طبع مصر، حدیث: ۲۹۰۱

اس فضیلت کی بنیاد کیا ہے؟ یہ سورہ مفصّل سورتوں میں سے ہے۔اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے قرآنِ حکیم میں مفصل کے ذریعے فوقیت و برتری دی گئی ہے۔سورۂ فلق اورسورۂ ناس بھی مفصّل سورتوں میں سے ہیں۔ان کے بعض فضائل اللہ کے پیغمبر ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔

③ بے نظیر و بے مثل سورتیں:

رسول اللہ ﷺ کی ایک طویل حدیث ہے جس میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَقِيتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: يَا عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ !صِلْ مَنْ قَطَعَکَ وَاَعْطِ مَنْ حَرَمَکَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَکَ، قَالَ: ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ :يَاعُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ! اَمْلِکْ لِسَانَکَ وَابْکِ عَلٰى خَطِيْئَتِکَ وَلْيَسَعْکَ بَيْتُکَ، قَالَ: ثُمَّ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ:يَا عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ!اَلَا اُعَلِّمُکَ سُوَرًا مَا اُنْزِلَتْ فِي التَّوْرَاةِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الْفُرْقَانِ مِثْلُهُنَّ لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْکَ لَيْلَةٌ اِلَّا قَرَأْتَهُنَّ فِيْهَا﴿قُلْ هُوا اللّٰهُ اَحَدٌ﴾وَ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و﴿ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)) [1]

”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاتو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:”اے عقبہ! جو قطع رحمی کرے اس سے تو صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر۔“

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت

---

[1] رواہ احمد،سلسلة الاحادیث الصحیحه: ۲۸۶۱

میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! اپنی زبان کو روک، اپنے گناہوں پر آنسو بہا اور اپنے گھر میں بیٹھا رہ۔'' حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی سورتیں نہ سناؤں کہ ان جیسی سورتیں نہ تورات میں نازل ہوئی ہیں نہ زبور میں نہ انجیل میں اور نہ فرقان (قرآن) میں۔ سُن! تجھ پر کوئی ایسی رات نہ گزرنے پائے جس میں تو یہ سورتیں نہ پڑھے۔ ① ﴿قُلْ هُوَا اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ② ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ③ ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾''

بعض نصائح رسول ﷺ:

اللہ کے پیغمبر ﷺ نے کچھ نصیحتیں کی۔ وہ نصیحتیں بھی قابلِ غور اور قابلِ فکر ہیں او خاص طور پر وہ ہمارے اِس دور کی ضرورت ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

① اے عقبہ! تمہارا جو رشتہ دار تم سے تعلق توڑے تم جوڑو۔

② اور جو تمہیں محروم کرے تم اُس کو دو۔

③ اور جو تم پر ظلم کرے تم اس کو معاف کر دو۔

پھر واپس گئے تو فرمایا:

④ اے عقبہ! اپنی زبان پر کنٹرول رکھو۔

⑤ اور کوئی گناہ ہو جائے تو رویا کرو۔ اور یہ رونا ندامت کی نشانی ہے۔

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلنَّدَمُ تَوْبَةٌ)) [1] ''گناہ پر ندامت توبہ ہے۔''

اور فرمایا:

[1] ابن ماجہ: ۴۲۵۲، حاکم ۴/۲۴۳، ابن حبان: ۲۴۵۲ للتفصیل تخریج سوئے حرم حدیث: ۳۴

⑥ زیادہ کوشش یہ کرو کہ اپنے گھر رہا کرو اور یہ اسلیئے کہ بازار فتنہ وفساد وشر کے مراکز ہیں۔ یہاں بے مقصد گھومنے اور جانے کی بجائے زیادہ کوشش یہ کیا کرو کہ اپنے گھر رہا کرو۔

اور پھر فرمایا:

⑦ ''اے عقبہ! کیا میں تمہیں کچھ سورتیں نہ سکھاؤں کہ اُن سورتوں جیسی سورت نہ تورات، زبور، انجیل میں اتری اور نہ فرقان (قرآن) میں موجود ہے۔ وہ تین سورتیں الاخلاص، الفلق اور الناس ہیں۔''

پھر فرمایا:

⑧ ''اے عقبہ! یہ تین سورتیں ہر نماز کے بعد پڑھنا نہ بھولنا''۔

⑨ ''اور رات کو سوتے ہوئے بھی۔''

جبکہ ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

((اِقْرَأْ بِهِمَا كُلَّمَا نِمْتَ وَكُلَّمَا قُمْتَ)) [1]

''تم جب بھی سوو یہ سورتیں پڑھ کر سوو،

⑩ اور جب بھی اُٹھو تو یہ سورتیں پڑھ کر اُٹھو۔''

❀ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم نے غور کیا آج کی رات مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ اس سے پہلے کبھی ایسی آیات نہیں دیکھی گئیں اور وہ ہیں:

﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۝﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾'' [2]

④ دنیوی واخروی تحفظ:

مصنف ابنِ ابی شیبہ میں حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث مروی

[1] ابوداؤد ۱۵۲/۲، سنن کبریٰ نسائی ۲۵۲/۸، ۲۵۳، مسند احمد ۱۴۴/۴

[2] مسلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۸

ہے جس میں وہ فرماتی ہیں:

''جو شخص جمعہ کے روز یہ سورتیں سات مرتبہ پڑھ لے ﴿قُلْ هُوَا اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾۔ اللہ تعالیٰ اُسے آئندہ جمعہ تک ہر نقصان سے محفوظ رکھے گا۔''

اس حدیث کے ایک راوی وقیع بن جرّاح ایک محدّث ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سورتوں کا تجربہ کیا اور بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا تو گویا یہ سورتیں دنیوی واخروی تحفظ کی ضمانت ہیں اور جن کا اتنا اُونچا درجہ ومرتبہ ہے۔

⑤ بچھو کے کاٹے کا علاج:

یہ امراض کو دور کرتی ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو ایک بچھو نے کاٹ لیا۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے اُسے مسل ڈالا اور فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، لَاتَدَعُ مُصَلِّياً وَلَاغَيْرَهٗ اِلَّا لَدَ غَتْهُمْ)) [1]

''اللہ تعالیٰ اس بچھو پر لعنت برسائے۔ یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو نہیں پہچانتا۔''

جبکہ شعب الایمان بیہقی کی بعض روایات میں ہے:

((مَا تَدَعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهٗ)) [2] ''یہ کسی نبی کو بھی معاف نہیں کرتا''۔

یہ بچھو ملعون کیڑا ہے، باقی کیڑے نمازیوں کی قدر کرتے ہیں، یہ پہچانتے ہی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور نمک طلب کیا اور نمک کو پانی میں شامل کیا اور اسی حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اُس نمک والے پانی کو اُس متاثرہ جگہ پر ڈال رہے تھے اور تینوں سورتیں پڑھ کر دم بھی کر رہے تھے۔ (حوالہ جات سابقہ)

---

[1] معجم طبرانی کبیر۔ الصحیحہ: ۵۴۷، ۵۴۸ [2] صحیح الجامع الصغیر: ۵۰۹۹

یہ بات قابلِ غور ہے کہ دم اُس زخم پر کر رہے تھے، پانی پر نہیں۔ یہ پانی پر دم کرنا کہیں ثابت نہیں۔ برتن میں پھونکیں مارنا، پانی پر پھونکیں مارنا، نبی ﷺ نے اس سے روکا ہے۔

صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتے گئے۔ اور اللہ نے اس زہریلے ڈنگ سے آپ ﷺ کو شفاء دے دی۔ گویا کہ یہ سورتیں کئی امراض سے شفاء کی ضمانت ہیں۔

⑥ سوتے وقت کا وظیفہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات جب بھی سوتے، بستر پر آتے تو یہ تینوں سورتیں تین تین بار پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور جہاں تک آپکے ہاتھ پہنچتے وہاں تک اپنے ہاتھ بدن پر پھیرا کرتے تھے۔ [1]

یہ بعض وہ احادیث ہیں جو ان سورتوں کا مقام واضح کرتی ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ یہ سورتیں بڑی برکات کی حامل ہیں۔ دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی۔

⑦ شیطان کے خلاف چوکیدار:

شیطان کے خلاف ایک حارس (چوکیدار) ہیں۔ شیطان کے شر کو دفع کرنے کے لیئے اور اُس کے مکر وفریب کو ٹالنے کے لیئے یہ سورتیں حارس (چوکیدار) کا کام دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

> ''جو شخص ان سورتوں کو پڑھے گا اللہ رب العزت شیطان کے شر سے اسے کفایت کردے گا۔'' [2]

اللہ اُس کے لیئے کافی ہوگا اور شیطان کا شر، فساد، اس کا مکر اُسے لاحق نہیں ہوگا۔ اس لحاظ سے اِن سورتوں کو بڑا عظیم مقام حاصل ہے۔ اب ان سورتوں میں جو معانی کا سمندر

[1] صحیح بخاری حدیث: ۱۲۶۸ [2] ابوداؤد: ۴۲۴۱

سمودیا گیا ہے، جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، یہ توحید کا بڑا عظیم سرمایہ ہے۔قرآنِ پاک کتابِ توحید ہے۔اور یہ دین دینِ توحید ہے۔ ہر مسئلہ سے توحید واضح ہوتی ہے اور ان سورتوں پر تو قرآن کا اختتام ہو رہا ہے۔اللہ رب العزت نے اختتام میں ان دو سورتوں میں توحید کے بڑے جوہر سمو دیئے ہیں۔

⑧ پناہ:

❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جحفہ (جگہ کا نام) اور ابواء (جگہ کا نام) کے درمیان ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ اچانک ہمیں آندھی اور شدید تاریکی نے آلیا۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معوذتین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی شروع کر دی اور فرمایا:

((یَا عُقْبَةُ! تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا)) [1]

''اے عقبہ! ان دونوں سورتوں کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگو، کسی پناہ مانگنے والے کیلئے اس سے بہتر کوئی سورت نہیں''۔

❁ حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں پناہ مانگنے والوں کی بہترین دعا نہ بتاؤں؟'' صحابی نے عرض کیا: ''کیوں نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ''یہ دونوں سورتیں پناہ مانگنے والی ہیں۔'' [2]

❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلَا اُعَلِّمُکَ سُوْرَتَیْنِ مِنْ خَیْرِ سُوْرَتَیْنِ؟)) [3]

---

[1] ابوداؤد، صحیح۔مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، حدیث:۲۱۶۲

[2] نسائی:۵۰۲۰/۳

[3] نسائی حدیث نمبر:۵۴۳۴

کیا میں تجھے دو ایسی سورتیں نہ سکھاؤں جو ان سب سورتوں سے بہتر ہیں (جنہیں لوگ پڑھتے ہیں)؟

پھر آپ ﷺ نے مجھے ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ O﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھائیں۔ اتنے میں نماز کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی جن میں یہی دونوں سورتیں پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ میرے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اے عقبہ! ان دو سورتوں کی اہمیت سمجھ پائے ہو (یا نہیں)؟'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی سونے لگو تو یہ دونوں سورتیں پڑھو اور جب جاگو تب بھی یہ دونوں سورتیں پڑھو۔''

❁ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوذات پڑھنے کا حکم دیا۔ [1]

⑨ شدتِ مرض کا دم:

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوّذتین پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے، جب (مرض الموت میں) آپ ﷺ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں معوذات پڑھ کر آپ ﷺ پر پھونکتی اور برکت کی خاطر آپ ﷺ کا دستِ مبارک آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر پھیرتی۔ [2]

⑩ ہر مصیبت وتکلیف کا علاج:

❁ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شدید بارش اور تاریکی کی رات میں ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے نکلے تا کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھائیں۔ ہم نے آپ ﷺ کو تلاش

---

[1] ابو داؤد، مسند امام احمد، بیہقی، سلسلة الاحاديث الصحيحه، للالبانی: حدیث: ۱۵۲۳

[2] بخاری، حدیث نمبر: ۵۰۱۶

کرلیا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیاتم نے نماز پڑھ لی ہے؟''میں نے کوئی جواب نہ دیا،تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہہ''میں نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''کہہ''میں نے پھر بھی کچھ نہ کہا،پھر آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ ارشاد فرمایا: ''کہہ''میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا کہوں؟'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شام اور صبح کے وقت تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین مرتبہ معوذتین پڑھو،یہ ہر مصیبت اور تکلیف سے بچنے کے لیئے کافی ہوں گی۔''[1]

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم ﷺ رات کے وقت جب سونے کے لیئے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے ان پر پھونک مارتے اور ﴿قُلْ هُوَا اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھتے پھر اپنے جسمِ مبارک پر جہاں تک ہوسکتا دونوں ہتھیلیاں پھیرتے۔پہلے سر مبارک پر ہاتھ پھیرتے پھر چہرۂ مبارک اور سامنے کے بدن پر پھیرتے۔آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔''[2]

سورۃ الفلق ؛ ترجمہ وتفسیر

اب میں سورۂ فلق کا سادہ ترجمہ آپ کے سامنے پیش کرونگا اور چند تفسیری باتیں بھی عرض کرونگا۔

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِن شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝﴾ (سورۃ الفلق)

---

[1] ابوداؤد،حدیث نمبر۲۸۶۱ [2] بخاری،حدیث نمبر:۱۲۶۸

﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ O﴾

''کہہ دیجیے! میں پناہ پکڑتا ہوں رب الفلق کی۔''

﴿اَلْفَلَقِ﴾: صبح کے اُجالے کو کہتے ہیں۔ اُس رب کی جو روشنی اور صبح کے اُجالے کا مالک ہے، میں اُس پروردگار کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

''پناہ کس چیز سے طلب کرتا ہوں؟''

﴿مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ O﴾

''اُس کی مخلوقات کے شر سے جو اُس نے پیدا کی ہیں۔''

اور جو جو شر اُن میں موجود ہے، میں اللہ رب العزت سے جو رب الفلق ہے پناہ طلب کرتا ہوں ان مخلوقات کے شر سے۔

﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ O﴾

''رات کے شر سے، تاریکی کے شر سے۔''

﴿اِذَا وَقَبَ O﴾

''جب وہ تاریکی اور جب وہ رات آجائے۔''

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ O﴾

''اور میں اللہ رب العزت کی پناہ طلب کرتا ہوں نفّٰثات، پھونکیں مارنے والی عورتوں کے شر سے۔''

﴿فِی الْعُقَدِ﴾ گرہوں میں۔ یہ جادو کا عمل ہوتا ہے۔ گرہیں باندھ کر ان میں پھونکیں مارنا، شرکیہ منتر پڑھ کر پھونکیں مارنا۔ جادو باعثِ شر ہے تو یہاں اُن کے شر سے بھی پناہ طلب کی گئی۔

''اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے بھی پناہ طلب کرتا ہوں۔''

﴿وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَO﴾
''اور ہر حاسد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب بھی وہ حسد کرے۔''

تین مرکزی نقطے:

اس سورت کے تین مرکزی نکتے ہیں:

① ایک نکتہ کو ہم نام دیتے ہیں استعاذہ کا۔

استعاذہ ایک عمل ہے جس کا معنیٰ ہے پناہ طلب کرنا۔

② دوسرے نکتے کا ہم نام رکھتے ہیں مستعاذ بہٖ:

کہ پناہ کس کی طلب کی؟ کہ پناہ دینے والا کون ہے؟

③ اور تیسرا جو نکتہ ہے اسے ہم نام دیتے ہیں مستعاذ منہُ: کا

کہ پناہ کس کس چیز سے طلب کی گئی ہے؟

① استعاذہ:

استعاذہ ایک عمل ہے معنیٰ پناہ طلب کرنا۔ یہ ایک عبادت ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں عطاء فرمائی۔ ہماری منفعت کے لیئے۔ ہمارے بچاؤ کے لیئے اور ہمارے فائدے کے لیئے۔ استعاذہ ایک عبادت ہے اور یہ صرف اللہ رب العزت کا حق ہے کیونکہ ہر عبادت صرف اللہ ہی کے لیئے ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (سورۃ ذٰریٰت: ۵۶)
''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے۔''

استعاذہ ایک عبادت ہے جو اللہ کے لیئے مخصوص ہے۔ جاہلیت میں استعاذہ کی صورت میں بھی شرک موجود تھا۔ اس کی قرآن نے یوں نشاندہی کی ہے:

﴿وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا﴾ (سوۂ جنّ: ٦)

''بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنّات سے پناہ طلب کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔''

اس آیت کی تفسیر میں امام سدیؒ کہا کرتے تھے کہ ایک شخص تنہا نکل پڑتا اور کسی جنگل یا وادی میں یہ پکارا کرتا تھا:

(اَعُوْذُ بِسَیِّدِ ھَذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ)

''میں اس وادی کے جن سردار کی پناہ میں آتا ہوں۔''[١]

(مِنْ شَرِّ سُفَھَاءِ قَوْمِہٖ)

''اُس کی قوم کے بے وقوف شریروں کے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں۔''

اور جب کوئی انسان یہ عمل کرتا تو جنوں کی سرکشی اور ان کی طغیانی اور بڑھ جاتی کہ ہم اس قابل ہیں کہ انسان ہم سے پناہ طلب کریں اور یہ انسان ہماری پناہ میں آنا چاہیئے۔ تو گویا جاہلیت میں اس شرکِ استعاذہ کا وجود تھا۔ ''غیر اللہ سے پناہ طلب کرنا''۔ دینِ اسلام نے اِسے باطل کر دیا اور کتاب وسنّت کی تعلیم نے یہ نکتہ سمجھایا کہ استعاذہ ایک عبادت ہے اور اللہ کے علاوہ کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ پناہ اللہ رب العزت کی طلب کی جائے۔ اللہ رب العزت ہی اس کے لائق اور مستحق ہے۔

② مستعاذ بہ:

''جس سے پناہ طلب کی جائے۔'' وہ اللہ رب العزت ہے۔ اب یہاں نکتۂ توحید یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے خاص طور پر اپنے پیغمبر سے کہا کہ ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہیں'' ﴿اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ ''میں رب الفلق کی پناہ پکڑتا ہوں۔'' دنیا والوں کو بتا دیں کہ میں بھی اللہ کی پناہ کا طالب ہوں اور محتاج ہوں۔ اللہ کی پناہ کے بغیر میرے لیئے بھی کوئی چارۂ کار نہیں، کوئی ٹھکانا

[١] ابن کثیر، آیتِ مذکورہ

نہیں۔ دنیا والوں نے تو پیغمبرِ اسلام کو پتہ نہیں کس کس مقام پر بٹھا دیا؟ مختارِ کل کہا گیا۔ اپنی انگلی کے اشارے سے جو چاہیں کر لیں اور کیا کیا اختیارات آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیئے جبکہ یہ سب شرک کی بدترین صورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر پیغمبرِ اسلام ﷺ کو حکم دیا کہ آپ پڑھیں، دنیا والوں کو سنائیں اور بتائیں کہ میرا عقیدہ کیا ہے کہ میں (محمد ﷺ) بھی اللہ کی پناہ کا طالب اور محتاج ہوں اور میرے لیئے اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ حضرت محمد ﷺ اکرم الخلق، سیدِ ولدِ آدم علیہ السلام، صاحبِ شفاعت، صاحبِ مقامِ محمود۔ اس کائنات میں سب سے افضل لیکن کسی تصرف کے مالک نہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے اور دن رات اس میں مصروف رہتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر سے گم پایا۔ مجھے تشویش ہوئی کہ اللہ کے پیغمبر کہاں چلے گئے؟ میں تلاش کے لیئے نکلی۔ کمرے میں تاریکی تھی، اندھیرا تھا۔ آہستہ آہستہ ہاتھ زمین پر رکھتی ہوئی ٹٹولتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ اللہ کے نبی ﷺ کی ایڑیوں پر پڑے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی ایڑیاں کھڑی تھیں اور سرورِ کائنات ﷺ اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے۔ میں نے اپنے کان قریب کیئے کہ سنوں تو سہی اللہ کے پیغمبر ﷺ اس وقت نرم گرم بستر چھوڑ کر کیا مانگ رہے ہیں؟ جناب رسول ﷺ کی زبان پر یہ الفاظ تھے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ......)) [1]

---

[1] صحیح مسلم، الصلوٰۃ: ۲۲۲، ابوداؤد، الصلوٰۃ: ۱۴۸، الوتر: ۵، ترمذی، الدعوات: ۷۶، ۱۱۳، نسائی، الطھارۃ: ۱۱۹ التطبیق: ۴۷، ۷۱، السھو: ۸۹، قیام اللیل: ۵۱، ابن ماجہ، الاقامۃ: ۱۱۷، الدعاء: ۳، مسند احمد ۱/۹۶، ۱۱۸، ۱۵۰، ۶/۵۸، ۲۰۱

"اے اللہ! میں تیرے غضب وغصّے کے مقابلے میں تیری رضا وخوشنودی کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔اور تیرے عذاب کے مقابلے میں تیری بخشش اورعفو وکرم کو جائے پناہ ٹھہراتا ہوں۔"

دن رات اللہ سے پناہ کے طالب۔اور اللہ کی پناہ ہی ہماری دنیا اور آخرت کی حفاظت کی ضمانت ہے۔اللہ کی پناہ نہ ہوتو کچھ بھی نہیں۔کوئی "سرکار" ہمیں پناہ نہیں دے سکتی۔صرف اللہ رب العزت ہی کی پناہ ہے۔جنابِ رسول اللہ ﷺ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی اللہ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔اللہ کے پیغمبر ﷺ کی اور ایک دعاء ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَمِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَمِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَمِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ)) [1]

"یااللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ،ہر فکر سے، ہر غم سے، عاجزی وسُستی سے، بزدلی سے، بُخل وکنجوسی سے، گناہ اور قرضے سے، قرض کے غلبے سے، اور لوگوں کے قہر سے اور اُن کے غلبے سے"۔

میں تیری پناہ چاہتا ہوں، ہر چیز سے ہر شر سے، اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت کی تمام مخلوقات میں جو بھی شر ہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔اللہ کے پیغمبر کو تعلیم دی گئی کہ ہر شر سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔یہاں کتنا بڑا نکتۂ توحید ہے کہ محمد ﷺ بھی اس امر پر مجبور اور لاچار ہیں کہ اللہ کی پناہ طلب کر رہے ہیں ہر شر سے۔یہ اعتقادی مسئلہ ہے کہ بچانے والا صرف اللہ ہے:

((لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

---

[1] بخاری ومسلم۔الصحیحہ :۱۵۴۱

”نیکی کی توفیق اللہ دیتا ہے اور برائی سے بچنے کی توفیق بھی اللہ دیتا ہے“۔

اتنے عظیم کلمات کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

اے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کیا میں تمہیں عرشِ الٰہی کے نیچے سے جنت کے خزانے سے ایک کلمہ نہ بتاؤں؟ ان کلموں کو پڑھا کرو، یہ کلمہ جنت کا خزانہ ہے: ((لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))[1]

جبکہ ترمذی، مستدرک حاکم اور مسند احمد میں اس کلمے کو جنت کا دروازہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))[2]

”کیا میں تمہیں جنت کے دروازوں میں سے ایک کی خبر نہ دوں؟“

لَاحَوْلَا وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه (جنت کا دروازہ ہے)

③ مستعاذ منہُ:

اب یہاں مستعاذ منہ کا مفہوم بھی سمجھ لیں کہ ”کس کس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے؟“۔ چند چیزیں یہاں مذکور ہیں۔ اور اگر غور کریں تو ان میں دنیا بھر کا شر اور دنیا کی ہر برائی آجاتی ہے جس سے ان سورتوں میں پناہ طلب کر لی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص اس معنوی جامعیت کو سامنے رکھے اور اس سورت کو پڑھتا رہے تو اللہ تعالیٰ اُسے ہر شر سے پناہ دے دے گا۔ چنانچہ مستعاذ منہ امور یہ ہیں:

---

[1] مستدرک حاکم، الدعوات الکبیر للبیھقی. صحیح الجامع: ۲۶۱۴ ومشکوٰۃ: ۲۳۲۱

[2] صحیح الجامع: ۲۶۱۰ سلسلة الاحادیث الصحیحه: ۱۷۴۶

① پہلا امر:

ان میں سے پہلا امر ﴿مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴾ ہے کہ ’’اللہ رب العزت کی مخلوقات میں جو بھی شر ہے اُس شر سے پناہ طلب کرے‘‘۔ لیکن یہ شر اللہ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی اللہ کی کوئی صفت ہے اگر چہ ہر چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((لَبَّیۡکَ وَسَعۡدَیۡکَ وَالۡخَیۡرُ بِیَدَیۡکَ وَالشَّرُّ لَیۡسَ اِلَیۡکَ)) [1]

’’اے اللہ! میں حاضر ہوں اور تجھ سے سعادت کا طلب گار ہوں۔ ساری خیر تیرے دونوں ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف منسوب نہیں (نہ تیری یہ کوئی صفت ہے، نہ کوئی تیرا نام، نہ تیرا فعل ہے)۔‘‘

تیرے پاس خیر ہی خیر ہے۔ اللہ رب العزت نے کئی مخلوقات پیدا کیں اور ان میں شر رکھا، ان میں اللہ رب العزت کی مصلحتیں ہیں، وہ حکمتیں جن کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور وہ چیز بھی بعض کے لیئے شر ہے بہت سے لوگوں کے لیئے باعثِ خیر بھی ہوسکتی ہے۔ اگر ایک چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو یقیناً چور کے لیئے شر ہے لیکن ایک دنیا اُس کے ہاتھ سے کتنی راحت میں آجاتی ہے۔ اُن کے لیئے خیر ہے۔ وہ چوریاں کرتا تھا۔ لوگوں کے گھر محفوظ ہوگئے۔ لوگوں کے مال محفوظ ہوگئے۔ اللہ کی حد قائم ہوگئی۔ اس حد کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُس قوم کو کتنا نوازے گا؟

سنن ابن ماجہ، الاحادیث المختارہ للضیاء اور مسند احمد میں نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((اِقَامَةُ حَدٍّ مِنۡ حُدُوۡدِ اللّٰهِ خَيۡرٌ مِّنۡ مَطَرِ اَرۡبَعِيۡنَ لَيۡلَةٍ فِيۡ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، المسافرین: ۲۰۱، نسائی۔ الافتتاح: ۱۷

[2] ابن ماجہ: ۲۵۲۷۔ صحیح الجامع: ۱۱۱۳۹ الصحیحہ: ۲۳۱

''کسی زمین پر اللہ تعالیٰ کی ایک حد قائم کر دی جائے''۔(چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے یا زانی کو سنگسار کر دیا جائے) یہ وہاں چالیس دن اللہ کی زمین پر رحمت کی بارش سے بھی بہتر ہے۔''

جبکہ سنن نسائی وابن ماجہ کی ایک حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((حَدٌّ یُعْمَلُ فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِّاَھْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ یُّمْطَرُوْا اَرْبَعِیْنَ صَبَاحاً)) [1]

اور معنیٰ اسکا بھی پہلی حدیث والا ہی ہے۔اُس بارش کے نتیجے میں کیا کچھ پیدا ہوگا؟ کتنی کھیتیاں لہلہائینگی؟ کتنے باغات پھل پیدا کرینگے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قوم کو اتنی برکتیں دے گا کہ چالیس دن زمین پر رحمت کی بارش برستی رہے تو اُس بارش کے وہ ثمرات حاصل نہیں ہونگے جو ایک حد قائم کرنے پر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائے گا۔

دراصل اللہ رب العزت نے بعض مخلوقات میں شر رکھا اور اُن کو باعثِ شر بنایا، اس میں بھی اللہ رب العزت کی مصلحت وحکمت ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں بندہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہے۔اس میں ہر طرح کا شر آتا ہے جس کا تعلق دین سے ہو یا دنیا سے۔اس کا تعلق تجارت سے ہو یا امراض سے۔یہ سب چیزیں باعثِ شر ہیں۔یہاں اُس شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔

تجارت کا گھاٹا ایک شر ہے۔یہ جو امراض ہیں، مختلف بیماریاں، یہ شر ہیں۔ان سے پناہ طلب کی گئی۔الغرض اس دنیا میں جو چیز شر ہو سکتی ہو وہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو۔یہاں ہر چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے۔اس میں اتنی جامعیت ہے کہ اس ایک ہی آیت میں سب کچھ آ گیا۔بعض امور مستعاذ منہ ہیں، وہ بھی آ گئے لیکن اللہ رب العزت نے اُن کو الگ سے بھی ذکر کیا۔اسے

[1] ابن ماجہ:۲۵۳۸، صحیح الجامع:۳۱۳۰

کہتے ہیں (ذِکْرُ الْخَاصِ بَعْدَ الْعَامِ) کہ عام چیز کو ذکر کر کے پھر بعض مخصوص چیزوں کو ان کی اہمیت کے تحت الگ سے بیان کر دیا جائے ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾ میں ہر شر آ گیا۔لیکن آگے تین آیاتِ کریمہ میں تین مختلف شر ذکر کر دیئے گئے، پناہ طلب کرنے کی تعلیم و ترغیب کر دی گئی۔ایک کا ذکر ہو چکا ہے اور دوسرے کے بارے میں فرمایا:

② دوسرا امر:

﴿مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾

''(یا اللہ!) پناہ طلب کرتا ہو شرِ غاسق سے جب وہ آ جائے۔''

جب وہ غاسق (تاریکی) آتی ہے تو مختلف شر اپنے دامن میں لے کر آتی ہے۔

معجم طبرانی کبیر میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ يَنْتَشِرُ فِيْهَا الشَّيَاطِيْنُ)) [1]

''غروبِ آفتاب کے وقت اپنے بچوں کو گھر میں روک لیا کرو، باہر مت جانے دیا کرو کیونکہ جب سورج ڈوب جاتا ہے تو شیطان پھیل جاتے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

اپنے مویشی، جانوروں اور چوپایوں کو باندھے رکھا کرو۔جب یہ رات کی سیاہی غائب ہو جائے اُس وقت تک گھر کے دروازے بند کر لیا کرو۔یہ شیاطین پھیل جاتے ہیں۔یہ تاریکی جو ہے یہ منبعِ فساد ہو سکتی ہے۔شیاطین پھیل جاتے ہیں۔اور مختلف جانور، یہ سانپ بچھو بلّوں سے باہر نکل آتے ہیں۔جنگلی جانور درندے بھی باہر آ جاتے ہیں۔یہ تاریکی بہت سے فسادات کا باعث بن سکتی ہے۔پھر تاریکی میں لوگ ایک دوسرے سے چھپ جاتے ہیں اور اس تاریکی سے فائدہ اُٹھا کر مختلف گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔اس لحاظ سے بھی یہ تاریکی منبعِ

[1] معجم طبرانی کبیر – صحیح الجامع: ۲۹۲، الصحیحہ: ۱۳۶۶

فساد ہے۔اس میں کوئی خیر کا پہلو نہیں۔(اِلَّا قلیل) سوائے تھوڑا۔

نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذّاب سے کسی نے پوچھا:

"یہ تیرے پاس جو کچھ آتا ہے جس کو تم وحی کہتے ہو، وہ کیسے آتا ہے"؟ تو اُس نے کہا: "وہ میرے پاس آتا ہے بڑی تاریکی میں، بڑے اندھیرے میں۔"[1]

ایک صحابی نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ! "جب حضرت جبرائیلِ امین علیہ السلام آتے ہیں تو کیسے آتے ہیں"؟ اُس وقت کیفیت کیسی ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چاہے دن میں ہو یا رات ہو۔ جب وہ آتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے آسمان پر سورج چمک رہا ہے۔"

یہ حق و باطل میں فرق ہے۔ جو دن سیاہ ہوتے ہیں وہ شیطانوں کا محل و مرکز ہوتے ہیں۔ اور جو دن روشن ہوتے ہیں بڑے افضل مجلّٰی ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر کا نور ہوتا ہے۔ اور یہ نور بڑی پاکیزہ چیز ہے، ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (سورۂ نور: ۳۵)

"اللہ (جس کی ہم عبادت کرتے ہیں وہ) نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔"

اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ))[2]

"اے اللہ! تیرے چہرے کے نور کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرا وہ نور جس نے تاریکیوں کو منور کر دیا۔"

سنن ابن ماجہ، مسند احمد اور مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((قَدْ تَرَکْتُکُمْ عَلَی الْبَیْضَاءِ لَیْلُهَا کَنَهَارِهَا......))[3]

[1] البدایہ والنہایہ ۶/۳۲۷ [2] بحوالہ تفسیر ابن کثیر۔ باب تفسیر سورۂ فلق

[3] ابن ماجہ، المقدمہ: ۴۳، صحیح الجامع: ۴۳۶۹، الصحیحہ: ۹۳۶

''میں تمہیں چمکدار اور روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اتنا روشن کہ اس کی رات بھی دن کی طرح سفید اور چمکدار ہے''۔

ہمارا دین نور ہے۔ اور بڑا ہی عظمت والا اور بڑا ہی مقدس، اس میں بڑی ہی برکتیں ہیں۔ جبکہ تاریکی، یہ بڑے شر اور فتنوں کا منبع ہوسکتی ہے۔ اس لیئے اس سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ﴿مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ ''اس تاریکی کے شر سے جب (رات کی) تاریکی آجائے''۔ یا اللہ! ''اس تاریکی سے میں پناہ طلب کرتا ہوں''۔

اس تاریکی کے ضمن میں جو فتن ہیں، جو فسادات ہیں جو شرور ہیں، موذی جانور ہیں، بچھو سانپ ہیں، اُن کے شر سے۔ یا اللہ! ''میں اُن کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں''۔ اور یہ پناہ اللہ ہی دے سکتا ہے۔ اور یہاں یہ نکتے کی بات ہے کہ اللہ رب العزت کی کون کونسی بیشمار صفات ہیں؟ اُس کا رحمٰن ہونا، اُس کا رحیم ہونا۔ اُس کا کریم ہونا یا اُس کا رزّاق ہونا۔ لیکن یہاں جس صفت کا ذکر کیا گیا وہ ہے:

﴿قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ﴾ ''میں پناہ طلب کرتا ہوں صبح کے رب کی''۔

فَلَقۡ: یہ صبح کا ذکر، یہ غاسق کے مقابلہ میں، رات کی تاریکی کے مقابلہ میں۔ اس میں بڑا لطیف اشارہ موجود ہے کہ پناہ دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔ جب رات نمودار ہوتی ہے تو اس کے ضمن میں اس کے دامن میں بڑے فتنے ہوتے ہیں، بڑے فساد ہوتے ہیں۔ یہ رات اگر ہمیشہ رہے تو تم مصائب و مشکلات میں گھر جاؤ۔ اللہ رب العزت اگر رات کو ہمیشہ کے لیئے قائم کر دے، مُسلّط کر دے تو تمہیں ضیاء کون دیگا؟ ضیاء دینے والا ایک رب ہی ہے جس کی صفت ہے: ربُّ الفلق۔ وہ صبح کا مالک ہے۔ وہ صبح روشن کر دیتا ہے۔ سورج طلوع ہوتا ہے تو یہ شیطانی ذریّت اور یہ ارواحِ خبیثہ صبح کے اجالے کے ساتھ، سب چُھپ جاتے ہیں، تو یہ صبح کون لاتا ہے؟ اللہ رب العزت! تو ہی قادر ہے رات کے شر سے، رات کے فتن سے، رات کی مشکل سے آزادی دینے والا صبح کے اجالے کے ساتھ اور اپنی پناہ کے ساتھ۔ ﴿وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا

وَقَبَ﴾ تو یہاں رات کی تاریکی سے خاص طور پر پناہ طلب کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

③ تیسرا اَمر:

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾

''اُن نفّٰثات کے شر سے جو پھونکیں مارتی ہیں گرہوں کے اندر''۔

یہ جادو کا عمل ہے۔ جادوگر طبقہ دنیا کا خبیث ترین طبقہ ہے۔ جن کے پاؤں کے ناخن سے لیکر سر کے بال تک خبیث ہیں، ان کا ظاہر بھی پلید ہے اور ان کا باطن بھی پلید ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایک ضعیف روایت میں ہے:

''آپ ﷺ نے ہر جادوگر کے قتل کا حکم دیا''۔ [1]

ایک حاکم اگر اپنے منصبِ حکومت پر آجائے اور اقتدار سنبھال لے تو اُس کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے علاقہ کے ایک ایک جادوگر کو چن چن کر قتل کروادے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف علاقوں کے گورنروں کو لکھا:

''ہر جادوگر مردوزن کو قتل کردو''۔ [2]

اور نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی دخترِ نیک اختر ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنی اس کنیز کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جس نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر جادو کا وار کیا تھا چنانچہ اس کنیز کو قتل کردیا گیا تھا۔ [3]

یہ ارواحِ خبیثہ، شیاطین کی آلۂ کار ہوتی ہیں۔ اُن کے شر سے پناہ طلب کرنے کی تعلیم

---

[1] ضعیف ترمذی: ۲۳۴، دارقطنی: ۱۶۶۶، مستدرک حاکم ۳۶۰/۴، مصنف عبدالرزاق: ۱۸۴/۱۰، حدیث: ۱۸۷۵۳، فتح الباری ۳۶۶/۱۰. الضعیفہ: ۱۴۴۶

[2] بحوالہ فتح المجید شرح کتاب التوحید، ص ۲۴۳

[3] مصنّف عبدالرزاق: ۸۷۵۲، مؤطا مع الزرقانی ۲۰۱/۴، ۲۰۲، حدیث: ۱۶۸۹ فتح المجید، ص: ۲۴۴

''جو اللہ کے پیغمبر کو ہوا اُس کے نتیجے میں نبی ﷺ اپنی عورتوں، اپنی بیویوں سے ہمفراش ہونے سے روک دیئے گئے اور کھانے کی اشتہا وطلب سے روک دیئے گئے اور پانی کی طلب سے روک دیئے گئے''۔

یعنی وہ جادو آپ ﷺ کے صرف تین اعمال پر ہوا۔ بیویوں سے ہمفراشی، کھانا اور پینا۔ باقی نماز، روزہ، حج وعمرہ، نوافل تہجّد، قرآن کی تلاوت، وحی کو لینا، وحی کا ضبط، وحی کا حفظ اور وحی کی تبلیغ۔ ان میں سے کوئی چیز متاثر نہیں ہوئی تھی۔

ایک باطل نظریہ کا ازالہ:

① کچھ لوگوں کو یہاں پر تشویش ہے جن کے ذہن گندے ہیں جو حدیث کو شاید نہ ماننا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کے پیغمبر ﷺ پر جادو ہوا تو یہ کفار کے اُس قول کی تائید ہے:

﴿اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا﴾ (سورۃ الفرقان: ۸)

''(کفار نے کہا تھا:) اگر تم اس شخص کی اتباع کروگے تو ایک ایسے شخص کی اتباع کروگے جو مسحور (جس پر جادو کیا گیا) ہے''۔

وہ تو اللہ کے پیغمبر کو ''مسحور'' کہا کرتے تھے اور اگر آپ بھی مان لیتے ہیں کہ جادو ہوا، تو یہ اُن کفار کے قول کی تائید ہے۔ لہٰذا وہ اس حدیث کو اس آیت اور اس طرح کی دیگر آیات کے خلاف سمجھتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے ان احادیث کو مسترد کردیا، ان کا انکار کردیا۔ حالانکہ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے اُسے وہ سمجھے نہیں۔ جو چیز قرآن میں بیان ہوئی ہے اُس کا خلاف حدیث میں نہیں اور جو چیز حدیث میں مذکور ہے اُس کا خلاف قرآن میں نہیں۔ اُس کا محمل اور ہے اور اِس کا محمل اور ہے۔ کفار کا یہ کہنا کہ تم ایک ''مسحور'' شخص کی اتباع کررہے ہو۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ معلَّم السحر جس کو جادو سکھایا گیا اور اپنے جادو کے عمل کے ذریعے تمہیں مختلف کام کرتب

دکھاتا ہے۔کبھی چاند کی طرف اشارہ کرتا ہے تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔کبھی پانی میں انگلی ڈالتا ہے تو پانی بڑھ جاتا ہے۔کبھی قلیل کھانے میں اپنا لعابِ دہن ڈالتا ہے تو کھانا بڑھ جاتا ہے۔یہ اس کا جادو ہے۔یعنی مسحور کا معنیٰ معلَّم السحر ۔کفار نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے اس سارے عمل کو جادوگری سے تعبیر کیا۔ایک مقام پر کہا کہ یہ معلَّم مجنون ہے یعنی جس پر جادو سکھایا گیا اور اس پر جنون کے دورے پڑتے ہیں۔قرآن تو اُس چیز کو بیان کر رہا ہے کہ کفار نے اللہ کے پیغمبر ﷺ کے عمل کو جادو کا عمل قرار دیا۔یہ اور چیز ہے اور اللہ کے پیغمبر ﷺ پر جادو ہونا یہ دوسری چیز ہے۔اللہ کے پیغمبر اللہ کے رسول ﷺ تھے۔لیکن دوسری طرف ایک بشر بھی تھے۔ہر وہ کیفیت اور ہر وہ تکلیف یا ہر وہ مشکل جس کا شکار ہر بشر ہو سکتا ہے۔اللہ کے پیغمبر ﷺ بھی اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔اللہ کے پیغمبر ﷺ پر بیماری بھی آتی تھی، تکلیفیں بھی آتی تھیں۔

② اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدہ:٦٧)

''اللہ آپ کو لوگوں سے بچا کے رکھے گا۔''

تو اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو اس جادو کے عمل سے کیوں نہیں بچایا؟

یہ بات درست ہے کہ اللہ بچانے والا ہے۔اپنے پیغمبر ﷺ کو بچاتا ہے۔اور بعض امور میں وہ اپنے پیغمبر کو مبتلا بھی کرتا ہے۔اللہ کی حکمتیں، پیغمبر کی آزمائشیں۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ)) [1]

''سخت ترین تکلیفیں تو نبیوں پر آتی ہیں، اس کے بعد اُن پر جن کا درجہ نبیوں کے بعد اور پھر جن کا ان کے بعد ہے۔''

---

[1] ترمذی، ابن ماجه، دارمی، مسنداحمد، صحیح الجامع: ۹۹۳ تا ۹۹٦

تو انبیاء بھی دراصل مصائب ومشکلات کا شکار ہوتے ہیں۔اللہ کے پیغمبر ﷺ گھر میں تھے۔صحابہ رضی اللہ عنہم کو خبر ملی کہ پیغمبرِ اسلام ﷺ کو بخار ہوگیا ہے۔صحابہ رضی اللہ عنہم بیمار پرسی کے لیئے گئے۔اللہ کے پیغمبر ﷺ بستر پر لیٹے ہوئے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم ایک فاصلہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اتنے فاصلے کے باوجود اللہ کے پیغمبر ﷺ کے بخار کی حرارت اور تپش دور بیٹھے ہوئے ہمیں محسوس ہورہی ہے۔وہ بخار جسے ایک ڈاکٹر تھرمامیٹر لگا کر چیک کرتا ہے۔ہم اللہ کے پیغمبر ﷺ سے ایک فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے ،اتنے فاصلے پر اللہ کے پیغمبر ﷺ کا بخار اور اُس کی حرارت ہمیں محسوس ہورہی تھی۔صحابہ رضی اللہ عنہم متعجب ہوئے۔اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنِّیْ اُوْعَکُ کَمَا یُوْعَکُ رَجُلَانِ مِنْکُمْ)) [1]

''مجھے اکیلے کو تم جیسے دو انسانوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔''

((اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً اَلْاَنْبِیَاءُ)) [2]

''سخت ترین تکلیفیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں۔''

طائف کے میدان میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے حتیٰ کہ لہولہان ہوکر بے ہوش ہوکر گر گئے۔جنگِ اُحد میں آپ ﷺ کا سر زخمی ہوا۔آپ ﷺ کے دندانِ مبارک شہید کردیئے گئے۔ایک جنگ میں آپ ﷺ کی انگلی لہولہان ہوگئی۔آپ ﷺ نے اُنگلی کو اُٹھایا اور کہا: ؎

((اِنْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِیْتِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ))

''تو ایک انگلی ہے تو زخمی ہوگئی، خون سے تر ہوگئی، تجھے جو کچھ ملا یہ زخم یہ خون اور اس کا بہنا یہ سب کا سب اللہ کی راہ میں ہے۔''

تو یہاں ایسی کوئی بات نہیں کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کو کوئی تکیف یا جادو نہ ہو۔

[1] مسلم، مسند احمد، صحیح الجامع: ۲۴۵۵ [2] حوالہ سابقہ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حارس (چوکیدار) عطاء فرمایا۔ اللہ کے نبی ﷺ کو اس حارس کے ذریعے شفاءِ کامل دے دی۔ یہ وہی دو سورتیں ہیں۔ ان کو پڑھو تو جادو ختم ہو جائے گا۔ جادو کا عمل ٹوٹ جائے گا۔ اِن شآء اللہ

④ چوتھا اَمر:

﴿ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾

"(اے اللہ!) میں حاسد کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں جب بھی وہ حسد کرے۔"

---

① بخاری مع الفتح ۲۴۳/۱۰، الصحیحہ :۲۷۶۱ ② دیکھیے: سورۃ البقرہ آیت: ۱۰۲ مع التفسیر

اس کا معنیٰ یہ کہ حاسد کا ایک شر ہے۔کوئی شخص حسد کرے تو اُس کا شر ذاتی ہوسکتا ہے۔اور محسود جس پر حسد کیا جارہا ہے وہ اُس سے متاثر ہوسکتا ہے۔حاسد بھی ایک شریر ہی ہے۔اور اُس کا شر محسود کے لیئے وبال نقصان اور تکلیف کا باعث ہوسکتا ہے۔

حسد کے مراتب:

حسد کا معنیٰ کیا ہے؟اور حسد کے مراتب کیا ہیں؟ آیئے ہم اس پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں۔علاّمہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حسد کی تین مراتب یا قسمیں ہیں۔

① پہلی قسم یہ ہے کہ وہ کسی دوسرے سے کسی نعمت کا زوال چاہتا ہے۔حسد کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس نعمت ہے، حسن کی، دولت کی یا کسی بھی چیز کی یا علم کی اور آپ اُس سے جلیں اور آپ اپنے دل میں تمنّا کریں کہ کاش یہ شخص اس نعمت سے محروم ہوجائے جس کے پاس مال ہے وہ نہ رہے، جو حسن ہے وہ نہ رہے یا کوئی ہنر ہے وہ نہ رہے، وہ اس سے محروم ہوجائے۔اگر کوئی شخص اس حسد میں مبتلا ہوجائے اور وہ کسی شخص کا حاسد بن جائے تو وہ شخص اُس کے فتنے کا شکار ہوسکتا ہے، اُس کے شر کا شکار ہوسکتا ہے۔اس لیئے اگر بندہ یہ سورتیں پڑھتا رہے۔اور حاسدین کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا رہے تو اللہ رب العزت ان سورتوں کو حارس بنا کر اُسے حاسدین کے شر سے پناہ دینے پر قادر ہے۔اگر چہ یہ حسد اُس کے دل میں ہو۔اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَحَاسَدُوْا......)) [1] "حسد نہ کرو"۔

یہ بڑا موذی مرض ہے۔یہ دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔اور اللہ رب العزت دل کی صفائی چاہتے ہیں کہ تصفیہ کرو تزکیہ کرو، دل کو ہر قسم کے بغض سے، ہر قسم کے حسد سے پاک وصاف کرو۔ حاسد کے دل میں جو حسد آتا ہے وہ شر کا باعث بن سکتا ہے اور بعض اوقات یہ شر اُس کی آنکھوں کے ذریعے محسود تک پہنچ سکتا ہے۔اُس کی آنکھوں کے ذریعے جس کو "نظرِ بد" کہتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، مسند احمد. صحیح الجامع: ۷۲۴۲

صحیح مسلم، مسند احمد، مستدرک حاکم اور معجم طبرانی کبیر میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اَلْعَیْنُ حَقٌّ)) [1] ''نظرِ بد حق ہے۔''

نظر لگ جاتی ہے۔ اُس کا شر لاحق ہو جاتا ہے۔

② دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی شخص جہالت یا تنگدستی یا کمزوری یا پریشانیٔ قلب وغیرہ میں مبتلا ہے اور وہ اس شخص کے حق میں یہ نہیں چاہتا کہ اس کی یہ حالت تبدیل ہو اور اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما کر ان مصائب سے اس کو نجات دے اور اس کو اپنی رحمت کا حق دار فرمائے۔

ان دونوں قسموں میں فرق یہ ہے کہ پہلے میں موجود اور محقق نعمت اور دوسرے میں متوقع نعمت پر حسد کیا جاتا ہے لیکن دونوں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو مبغوض جاننے والے ہیں اور اس کے بندوں کے دشمن ہیں اور دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت مبغوض ہیں۔ لوگ بھی ان کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں اس لیئے وہ اپنی مرضی سے کسی حاسد کو اپنا سردار نہیں بننے دیتے اور نہ کوئی ایسے شخص کی غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتا ہے۔ حاسد کی حکومت اور سیادت کو وہ اپنے حق میں ایک بلا اور مصیبت خیال کرتے ہیں۔ الغرض حاسد لوگوں کو مبغوض سمجھتا ہے اور وہ اس کو مبغوض سمجھتے ہیں۔

③ حسد کی تیسری قسم غِبطہ ہے۔ اس میں دوسرے سے زوالِ نعمت کی خواہش نہیں کی جاتی۔ بلکہ ایک شخص چاہتا ہے کہ جو کمال اور نعمت دوسرے کو حاصل ہے وہ مجھ کو بھی حاصل ہو جائے۔ غطبہ کو مجازاً حسد کہا جاتا ہے ورنہ وہ رشک ہے جو کوئی معیوب وصف نہیں بلکہ ایک مرغوب اور محمود صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کا حال بیان کر کے فرمایا ہے:

﴿ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴾

''اور ایسے ہی (اعلیٰ مقام) کے حاصل کرنے کے لیئے رشک کرنے والوں کو رشک کرنا چاہیئے''۔ (سورت المطففین:۲۶)

---

[1] مختصر صحیح مسلم:۱۴۵۴، صحیح الجامع:۴۱۴۶، ۴۱۴۷

الغرض قرآنِ کریم کی اس آیت اور بعض احادیثِ بخاری و مسلم ((لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ......)) کی رو سے رشک کے طور پر یہ حسد کرنا جائز ہے۔

حاسد کے شر کا دفعیہ

علاّمہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاسد کا شر دس (۱۰) اسباب کے ذریعے دفع کیا جا سکتا ہے:

① پہلا سبب؛ استعاذہ باللہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگنا اور اس کی طرف ملتجی ہونا۔ اسی کی سورۂ فلق میں تصریح ہے۔ قرآنِ پاک میں ہے:

﴿وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ (سورۃ الاعراف: ۲۰۰)

"اگر تم کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیش آئے تو تم کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگو۔ بے شک وہی سننے والا جاننے والا ہے"۔

حاسد کے تمام طرح کے شرور سے بچاؤ کے لیئے یہ سورتیں فلق اور ناس پڑھیں۔ دونوں سورتوں کی کثرت سے تلاوت کریں جیسا کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے۔ اللہ رب العزت ان شرور سے آپ کو محفوظ رکھے۔

② دوسرا سبب؛ خشیتِ الٰہی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل:

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کے امر اور نہی کو بجالانا، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اسکا تقویٰ اختیار کرتا ہے، خود اللہ تعالیٰ اس کا نگہبان اور متولّی ہوتا ہے اور اس کو دوسرے کے حوالے نہیں کرتا۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئاً﴾

''اگرتم صبر واستقلال اور تقویٰ اختیار کروتو ان حاسد کافروں کی سازشیں تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائیں گی''۔ (سورۂ آل عمران:۱۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے:

''اللہ تعالیٰ کا خیال رکھو گے توتم اسکو اپنے سامنے پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کا لحاظ رکھو گے تو وہ تمہارا نگہبان ہوگا''۔ [۱]

اور ہم بحیثیتِ مسلمان جانتے ہیں کہ جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے!

③ تیسرا سبب؛الصبر علی عدُوِّہ:

اپنے دشمن کے مقابلے میں صبر کرنا اور اس کے ایذاء پہنچانے اور تکلیف دینے کا خیال تک دل میں نہ لانا، کیونکہ صبر اور توکل علی اللہ کا ثمرہ ہمیشہ دشمن پر فتح اور کامیابی ہوتا ہے۔ بیشک بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی نصرت (انسان کے اپنے تخمینہ کے موجب) کسی قدر دیر سے پہنچتی ہے، لیکن ہمیں اس سے گھبرانا نہیں چاہیئے اور دشمن کی بغاوت اور عدوان کو دیکھ کر بے صبر نہیں ہونا چاہیئے۔ مظلوم اپنی کوتاہ نظری کے باعث صرف بغاوت اور عدوان کو دیکھ سکتا ہے، لیکن اس کا مآل اور انجام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور اس (مظلوم) کی کامیابی پر ہوتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾

(سورۂ حج:۶۰)

''جس شخص پر ظلم کیا گیا اگر وہ اسی مقدار میں (انصاف کی حدود سے تجاوز نہ کرکے) اس کا انتقام لے اور اس پر پھر دوبارہ تعدی کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا اور اس کو دشمن پر فتحمندی عطا کرے گا''۔

---

[۱] ترمذی، مستدرک حاکم، مسند احمد، طبرانی۔ صحیح الجامع:۷۸۳۴

کیا اللہ تعالیٰ کے اس وعدے میں ہمیں شک ہے؟ یہ آیتِ کریمہ اس کے حق میں ہے جس نے ایک مرتبہ بقدر اپنے حق کے انتقام لیا ہو اور پھر اس پر زیادتی کی گئی۔ لیکن جس نے ابتداء میں صبر کیا اور اپنے آپ کو انتقام سے باز رکھا، کیا اس کے حق میں بطریقِ اولیٰ نصرت کا یہ وعدہ نہیں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ ہمیشہ ظالم کو سزا دیتا ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ اگر مثلاً پہاڑ دوسرے پہاڑ پر ظلم کرے تو اللہ کا قانون اس کو ہموار کیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔

④ چوتھا سبب؛ توکل علیٰ اللہ:

چوتھا سبب اللہ پر توکل ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے وہ اس کو تمام مہمات سے بے فکر کردیتا ہے۔ اگر مخلوق کی طرف سے ہمیں کوئی ایسی تکلیف پہنچے جس کو ہم اپنی قوت اور اپنی طاقت سے رفع نہیں کرسکتے تو ایسی حالتوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کی نصرت کا امیدوار رہنا کامیابی اور فتحمندی کا قوی ترین سبب ہے کیونکہ اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (سورۃ الطلاق:۳)

”جو شخص اللہ پر توکّل کرلے تو اللہ اُس کے لیئے کافی ہے“۔

پھر یہ شر، یہ فتنے، یہ جادو اور یہ موذی امراض اُسے کوئی نقصان نہیں دے سکیں گے۔ اللہ اُس کے لیئے کافی ہے۔

⑤ پانچواں سبب؛ قلب اور فکر و نظر:

اپنے دل کو حاسد کے ساتھ مشغول رکھنے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنے سے بالکل بچایا جائے اور اگر اس قسم کا کوئی خطرہ دل میں پیدا ہو تو اسے مٹانے کی فکر میں مصروف ہو بلکہ اس کی طرف التفات اور توجہ تک نہ کرے۔ یہ اس کے شر کو رفع کرنے کا زبردست علاج ہے۔

حسد ایک آگ ہے جس کے لیئے ایندھن کی ضرورت ہے اور جب محسود ایسا عمل

اختیار کرے جس سے اس کو مطلق ایندھن نہ ملے تو اس کے شعلے خود حاسد کو بھسم کر ڈالیں گے اور محسود اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔

⑥ چھٹا سبب؛ رضائے الٰہی کی تلاش میں استغراق:

اپنی توجہ کو نہایت اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے پر مرکوز رکھے اور اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اخلاص سے اس حد تک معمور کر دے کہ جہاں پر خواطرِ نفسانی اور وساوسِ شیطانی کا گزر ہوا کرتا تھا وہاں پر اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے لیۓ اخلاص اور اس کی خوشنودی کی طلب لبالب بھری ہو۔ اس کی مثال ایک محبّ صادق کی ہو، جس کا باطن اپنے محبوب کے خیال سے اس قدر بھرپور ہوتا ہے کہ اس میں یادِ محبوب کے بغیر اور کسی چیز کی مطلق گنجائش نہیں ہوتی۔

ایسی حالت میں وہ اس بات کو کب گوارا کر سکتا ہے کہ اس کے قلب میں حاسد کا خیال جاگزیں ہو اور اس سے انتقام لینے کی فکر میں مشغول ہو؟ ایسے خیالات صرف اس دل میں آسکتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خوشنودی کی طلب نے جگہ نہ بنائی ہو، بے شک جب دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے اخلاص نے گھر کر لیا ہو ان کا نگہبان خود اللہ پاک ہے اور وہ دشمن کے تسلط سے محفوظ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب ابلیس کو اپنی نجات سے مایوسی ہوئی تو اس نے بارگاہِ رب العزت میں عرض کیا:

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ (سورۃ صٓ: ۸۳)

”کہنے لگا کہ مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا۔ سوائے ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں“۔

جو شخص اپنے عمل میں خالص ہو وہ بڑا سعادتمند ہے، وہ ہر قسم کے خوف سے امن میں رہے گا اور دشمن اس کے قریب نہیں جاسکے گا۔

⑦ ساتواں سبب؛ گناہوں سے استغفار:

آدمی کو اپنے گناہوں سے تائب ہونا چاہیئے کیونکہ دشمن کے مسلط ہونے کا سب سے بڑا سبب انسان کے اپنے گناہ ہوتے ہیں۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾

(سورة الشعراء: ۳۰)

"اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کا کسب وعمل ہے"۔

اس کی بہت ساری مثالیں دی جاسکتی ہیں۔الغرض انسان کو جو تکلیف بھی آئے وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوگا خواہ اس کو اپنے ان گناہوں کا علم ہو یا نہ ہو۔انسان اپنے گناہوں اور عیوب پر نظر ڈالے اور ان سے تائب ہو کر اپنے اعمال کی اصلاح میں مشغول ہو جائے۔اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت اور اس کی نصرت فرمائے گا۔

⑧ آٹھواں سبب؛ صدقہ وخیرات اور نیکی کا عمل لازم پکڑنا:

شر سے بچنے کے لیئے صدقہ وخیرات کریں۔بلا، مصیبت، نظرِ بد اور حسد کا شر دفع کرنے میں اس کا اثر حیرت انگیز ہوتا ہے۔زمانۂ قدیم اور زمانۂ حال میں مختلف لوگوں نے تجربے کیئے اور اب یہ بات مسلّم ہو چکی ہے کہ صدقہ دینے والے اور نیکی کرنے والے اشخاص نظرِ بد اور حسد کے شر سے محفوظ رہتے ہیں اور اگر ان کو اس سے کوئی مصیبت پہنچ بھی جائے تو اس کی عاقبت محمود ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا لطف وکرم اور اس کی تائید ان کے شاملِ حال رہتی ہے۔صدقہ دینے والے محسن کے لیئے اس کا صدقہ اور احسان ایک قلعہ ہے، جو اس کا محافظ ہوتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''صدقے سے انسان کی تکلیفیں، انسان کی مشکلیں ٹل جاتی ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقے کے ذریعے''۔

اللہ تعالیٰ ہمارے صدقہ کو قبول کرلے گا تو ہمارے بیماروں کو شفاء دے گا اور اُن سے شرور کو ٹال دے گا۔

⑨ نواں سبب؛ آتشِ حسد کا احسان سے بجھانا:

ایک اور طریقہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو آپ سے حسد کرتا ہے آپ اُس سے ناراض نہ ہوں بلکہ اُس پر احسان کریں۔ اُس کے شر کا بدلہ اچھے طریقے سے دیں۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ﴾

(سورۃ حٰمٓ السجدہ: ۳۴،۳۵)

''اور نیکی اور بُرائی ایک جیسی نہیں، تم برائی کے بدلے میں اچھے سے اچھا سلوک کرو جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارا دشمن تمہارا سرگرم دوست بن جائے گا لیکن اس کی توفیق انہیں کو دی جاتی ہے جو صبر اور ثابت قدمی کی صفت سے موصوف ہیں اور اس پر عمل کرنے والا کوئی بڑا ہی سعادتمند ہوگا''۔

یہ حسد تو ہے شیطان کا چوکا اس سے اللہ کی پناہ مانگیں۔ اور کوئی شخص آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہے اور آپ اس سے بدخلقی کا معاملہ کرتے ہیں تو اُس کا حسد یا اُس کی نظرِ بد آپ کو لاحق ہوسکتی ہے یا اُس کے حسد کے آپ شکار ہوسکتے ہیں تو اُس سے اچھے طریقے سے پیش آئیں۔ یہ طریقہ جب اپنائیں گے تو وہ شخص جسے آپ سے عداوت ہے، وہ اچھے برتاؤ کی

برکت سے آپ کا گہرا دوست بن جائے گا۔اور اس کا شر آپ سے ختم ہوسکتا ہے۔اللہ کے پیغمبر ﷺ اِسی طرح کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔ایک عورت اللہ کے پیغمبر پر کچرا ڈالا کرتی تھی۔اللہ کے پیغمبر ﷺ نماز کے لیئے جاتے وہ آپ ﷺ کے وقت کا انتظار کرتی اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر محمد ﷺ کے پاکیزہ جسم پر کچرا ڈالتی۔ایک دن پیغمبرِ اسلام ﷺ گزرے اُس نے کچرا نہ ڈالا، دوسرے دن گزرے اُس نے کچرا نہ ڈالا، پھر معلوم کیا کہ وہ کہاں ہے؟ پتہ چلا کہ وہ بیمار ہے، کائنات کے سردار ﷺ اُس کی بیمار پرسی کے لیئے چلے گئے۔اُس کی عیادت کی تو وہ بڑی متاثر ہوئی۔

میرے بھائی اگر کوئی شخص آپ سے حسد کرتا ہے تو آپ اُس سے اچھا سلوک کریں تا کہ اُس کا شر تم سے ختم ہو جائے۔

⑩ دسواں سبب؛ عالمِ اسباب کو نظر انداز کر کے خالقِ حقیقی کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا:

آخر میں دسواں سبب ان سب کا جامع اور سب کا اسی پر مدار ہے یعنی تمام ظاہری اسباب سے اپنی نظر کو آگے بڑھا کر مسبب الاسباب پر اپنی نظر جمانا اور اس بات کا یقین رکھنا کہ تمام علل اور اسباب خالق تعالیٰ کے ارادے اور اس کی قدرت کے ساتھ وابستہ ہیں اور اس کے اذن کے بغیر کچھ بھی ضرر یا نفع نہیں پہنچا سکتے۔وہی کسی کے دل میں ڈالتا ہے کہ آپ سے احسان کرے اور کسی کے دل میں ایک ایسی صفت پیدا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ آپ کے ساتھ برائی کرنے پر آمدہ ہوتا ہے۔

﴿وَإِن يَمۡسَسۡكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَۖ وَإِن يُرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهِۦ﴾ (سورۂ یونس:۱۰۷)

''اور اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا اس کا کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر آپ سے بھلائی کرنا چاہے تو اُس کے فضل کو کوئی روکنے والا نہیں''۔

حاصلِ کلام:

یہ پورے دس اسباب ہیں جن کے ذریعے حاسد، ساحر اور نظرِ بد لگانے والے کا شر دفع کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے مفید تر کوئی بات نہیں کہ انسان کلی طور پر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو اسی پر اس کا بھروسہ ہو اور اس کے بغیر کسی کا خوف نہ کرے اور نہ کسی سے امید رکھے، اس کا دل اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کے ساتھ لٹکا ہوا نہ ہو اور نہ وہ کسی دوسرے کو مصیبت کے وقت پکارے یا اس سے فریاد کرے کیونکہ جس کے دل میں کسی دوسری چیز کی محبت ہو اور اس کے ساتھ اس کا دل معلق ہو یا اس کے بیم و امید کا مرکز اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نہ ہو یا کسی دوسرے کا خوف اس کے دل میں جاگزیں ہو وہ اسی غیر کے حوالے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نگہبانی اٹھا لیتا ہے، یہی اللہ کا قانونِ حکمت ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی۔

سورۂ فلق کا ماحصل

چار فرقے:

سورۂ فلق کی تفسیر کے ضمن میں ہمیں بعض ایسے نافع اور مفید اصول بتا دیئے گئے ہیں جن کا جاننا انسان کے لیئے از بس لازم ہے کیونکہ وہ دین و دنیا کے نفع و بہبود پر مشتمل ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ حاسد کے نفس اور اس کی آنکھوں میں ایک زہریلا شر ہے اور شیاطین کی روحیں سحر و جادو کے ذریعے سے اپنا اثر ظاہر کرتی ہیں۔ حاسد و شیاطین کے متعلق چار مختلف عقیدے لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں:

① پہلا فرقہ؛ متکلمین و مادہ پرست:

یہ فرقہ دونوں کے اثر کا منکر ہے لیکن یہ لوگ اپنے گھروں میں دو جماعتوں میں منقسم ہو گئے:

① پہلی جماعت نفوسِ ناطقہ اور جنوں کے وجود کی قائل ہے لیکن ان کی تاثیر کی منکر ہے۔ یہ ان متکلمین کا قول ہے جن کو قویٰ اور اسباب کی تاثیر سے انکار ہے۔

② دوسری جماعت سرے سے ان کا وجود نہیں مانتی، ان کا قول ہے کہ انسان اسی ظاہری جسم اور خدوخال کا نام ہے جس میں چند صفات اور اغراض موجود ہیں لیکن روح یا نفسِ ناطقہ کا کوئی مستقل وجود نہیں، جن اور شیطان انسان کے اعراض ہیں جو اس کے ساتھ قائم ہیں۔ (اعراض جمع ہے عرض کی ہے، عرض اس کو کہتے ہیں جن کا بذاتِ خود کوئی مستقل وجود نہ ہو بلکہ کسی دوسری چیز کے ضمن میں اس کا وجود پایا جائے، مثلاً سیاہی اور سفیدی، علم اور جہل وغیرہ کا بذاتِ خود کوئی مستقل وجود نہیں بلکہ کسی چیز یا کسی انسان کے وجود سے ان کا وجود وابستہ ہے۔)

اکثر مادہ پرست اور بعض نام نہاد حکمائے اسلام کا یہی مذہب ہے، بعض متکلمین بھی اس کے قائل ہیں جن کی سلف نے سخت مذمت کی ہے اور ان کو اہلِ بدعت وضلالت سے موسوم کیا ہے۔

② دوسرا فرقہ؛ معتزلہ وغیرہ:

یہ فرقہ اس بات کا منکر ہے کہ نفسِ انسانی کا بدن سے الگ کوئی مستقل وجود ہے، لیکن جن اور شیطان کے وجود کے وہ قائل ہیں، معتزلہ اور بعض دیگر متکلمین کا یہی قول ہے۔

③ تیسرا فرقہ؛ کاہن وغیرہ:

اس فرقہ کا عقیدہ اس کے برعکس ہے، یعنی نفسِ انسانی کا بدن سے الگ مستقل وجود مانتے ہیں لیکن جن اور شیطان نفسِ انسانی ہی کے قوٰی اور صفات کا نام ہے۔ مسلمان حکماء کی ایک بڑی جماعت اس قول کی تائید میں ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ دنیا میں جو عجیب وغریب اثرات اور خوارقِ عادات پائے جاتے ہیں وہ سب نفسِ انسانی کے مظاہر ہے سحر اور کہانت ان کے نزدیک نفسِ انسانی کے مظاہرۂ قوٰی کا ایک کرشمہ ہے۔

④ چوتھا فرقہ؛ اہلِ حق:

یہ فرقہ اتباعِ رسل علیہم السلام اور اہلِ حق کا ہے جو اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ انسان کا نفسِ ناطقہ اس کے بدن سے الگ ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ اسی طرح جن اور شیاطین کے لیئے بھی وہ مستقل وجود مانتے ہیں اور ان کے لیئے وہی صفتیں ثابت کرتے ہیں جن کا اثبات اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی ان کو شر سے بچانے والا نہیں۔

الغرض ان چار فرقوں میں سے یہی ایک فرقہ حق پر ہے دوسرے فرقوں کے اقوال میں حق اور باطل دونوں باہم ملے ہوئے ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ......﴾

سورۃ الناس ؛ ترجمہ وتفسیر

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ O مَلِكِ النَّاسِ O اِلٰهِ النَّاسِ O مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ O الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ O مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ O﴾ (سورۃ الناس)

”(اے پیغمبر!) کہہ دیجیئے میں پناہ طلب کرتا ہوں رب الناس اور الٰہ الناس کی جو تمام لوگوں کا معبود ہے۔ (یعنی) لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبودِ برحق کی۔ (شیطان) وسوسہ انداز کی بُرائی سے جو (اللہ کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ وہ) جنات میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے“۔

تین صفاتِ الٰہی واقسامِ توحید:

یہاں اللہ تعالیٰ کی تین صفات مذکور ہیں۔اس میں پوری توحید آگئی اور توحید کی تمام (تینوں) اقسام اور تمام نکات کو اپنے دامن میں سمولیا ہے۔

① توحیدِ ربوبیت:

﴿رَبِّ النَّاسِ﴾: یہ توحیدِ ربوبیت ہے۔اللہ رب العزت پوری کائنات کا مالک وخالق اور پوری کائنات کا آمر ہے۔سب پر اُس کا امر اور اُس کا تصرف چلتا ہے۔کائنات میں جو کچھ ہورہا ہے سب اسی کے حکم سے ہورہا ہے۔اور چونکہ یہ مقامِ پناہ ہے تو اللہ کی صفتِ ربوبیت ذکر کردی گئی کہ وہ رب الناس ہے اور قادر ہے تم کو پناہ دینے پر۔تمہارے شر کو ختم کرنے پر اور تم کو آسائش، امن وسلامتی اور سکون عطاء فرمانے پر۔کیونکہ وہ رَبُّ النَّاسِ ہے۔

② توحیدِ اسماء وصفات:

﴿مَلِکِ النَّاسِ﴾ : یہ توحید اسماء وصفات ہے کہ وہ مَلِکِ النَّاسِ ہے۔تمام لوگوں کا بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ۔مَلِکُ الْمُلُوْکِ. مَلِکُ الْاَمْلَاکِ۔اللہ کی صفت۔دنیا کے بادشاہ جن کے پاس کچھ نہیں۔وہ بھی بعض وقت پناہ دیتے ہیں لیکن وہ ایک عارضی امر ہے۔جبکہ آپ نے پناہ کی درخواست کی اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تو مَلِک ہے۔احکم الحاکمین ہے۔

﴿بِیَدِہِ الْمُلْکُ﴾ (سورۂ ملک: ۱)

''اُس کے ہاتھ میں کل کائنات کی بادشاہت ہے۔''

اللہ نے اپنی اس صفت کا خاص طور پر ذکر کیا تاکہ اللہ سے پناہ طلب کرنے والے مطمئن ہوجائیں کہ جس ذات کی پناہ ہم طلب کرنا چاہتے ہیں وہ مَلِک ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔قیامت کا دن ہوگا یہ زمین اور آسمان اللہ کی انگلیوں پر اُچھل رہے ہونگے۔اللہ ان کو ہلا رہا ہوگا اور فرمارہا ہوگا:

((اَیْنَ مُلُوْکُ الْاَرْضِ؟)) ''زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟''

((اَیْنَ الْجَبَّارُوْنَ)) ''سرکش کہاں ہیں؟''

((اَیْنَ اَلْمُتَکَبِّرُوْنَ)) ''تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔''

اللہ تعالیٰ تو زبردستوں کا زبردست اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔اللہ کی پناہ طلب کرنے والے! جس ذات کی تو پناہ طلب کرنا چاہتا ہے وہ مَلِکِ النَّاسِ ہے۔وہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔کل کائنات کی بادشاہت اور حکومت اُس اللہ کے ہاتھ میں ہے۔تو وہ پناہ دے گا۔اُس کی پناہ طلب کر،ایسی پناہ دیگا کہ دنیا کی کوئی طاقت کوئی شر کوئی فتنہ تمہیں کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔

③توحید الوھیت وعبادت:

﴿اِلٰـهِ النَّاسِ﴾: یہ توحید الوہیت یا توحیدِ عبادت ہے۔وہ تمام لوگوں کا معبود ہے اُس کا خالق و مالک ہونا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اُسی کی عبادت کی جائے کیونکہ جو خالق ہے وہی معبود ہوتا ہے۔ارشادِ الٰہی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ﴾ (سورۃ البقرۃ: ۲۱)

''اے لوگو! عبادت کرو اُس رب کی جو تمہارا خالق ہے۔''

وہ خالق ہے اور کوئی خالق نہیں ،تو خالق ہی عبادت کے لائق ہوتا ہے۔ ہر قسم کی عبادت اُسی کے لیئے ہے اور اِن عبادات میں سے ایک اور عبادت استعاذہ کی ہے اور پناہ کی ہے اور پناہ اللہ ہی کی طلب کرو، وہی پناہ دینے والا ہے۔

یہاں مستعاذ منہُ کیا ہے؟

﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ﴾

''(یا اللہ!) میں پناہ طلب کرتا ہوں اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسُ کے شر سے۔''

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا موازنہ!

دنیاوی شرور:

سورۂ فلق میں ان شرور سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے جو خارج سے انسان کو پیش آتے ہیں اور سورۂ ناس میں اس شرِ عظیم کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور جس سے بچنا خود اس کی اپنی قوتِ مدافعت پر منحصر ہے۔ دُنیا میں شر کی دو ہی بڑی بڑی قسمیں ہیں۔ ایک ذنوب اور معاصی کا شر۔ دوسرا مصائب اور تکالیف کا شر۔ سورۂ فلق میں مصائب اور تکالیف کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے اور سورۂ ناس میں ذنوب اور معاصی کے شر سے پناہ طلب کی گئی ہے۔ جس کا اصل ہمیشہ شیطان کا وسوسہ ہوتا ہے، لیکن انسان کو اس کے اثرات روکنے کا اختیار حاصل ہے اور آدمی اس پر غالب آسکتا ہے۔

﴿اَلْوَسْوَاسُ﴾ کی تفسیر

لفظی واصطلاحی معنیٰ:

وسوسہ کے اصل معنے ہیں، آہستہ سے کوئی بات کہنا جس کا دوسرے حاضرین کو احساس نہ ہو۔ اصطلاح میں اس کے معنے ہیں شیطان کا کسی کے دل میں برائی کا خیال ڈالنا۔

شیطان کا وسوسہ تمام گناہوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی جڑ ہے اور شیطان کا وسوسہ ایک ایسا شر ہے جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور اس کا تعلق انسان کے کسب اور اختیار سے ہے۔ اور اس لیۓ اس سے بچنے کا وہ خود ذمہ دار ہے کیونکہ شیطان کا وسوسہ اس وقت تک کچھ بھی شر نہیں پیدا کرتا جب تک آدمی خود اس کو قبول نہ کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم میں ہماری تنبیہہ کے لیۓ شیطان کا ایک مکالمہ نقل فرمایا ہے جو قیامت کے روز وقوع میں آئے گا۔ اس میں ایک آیت یہ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا أَن دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُم﴾ (سورۂ ابراھیم: ۲۲)

"(شیطان کا قول ہے) اور میرا تم پر کسی طرح کا زور نہیں تھا ہاں میں نے تمہیں (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہا مان لیا تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو"۔

﴿اَلْوَسْوَاسُ﴾:

وسواس کے شر سے، خناس کے شر سے۔ یہاں یا تو دو نام ہیں شیطان کے: وسواس اور خناس یا دو صفتیں ہیں شیطان کی، اُس شیطان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں وہ اَلْوَسْوَاسِ بھی ہے اور اَلْخَنَّاسِ بھی۔ اَلْوَسْوَاس کا معنیٰ وسوسے پیدا کرنے والا۔ وسوسے خوب کرنے والا۔ تکرار ہے جس چیز میں وسوسہ کرے بندہ قبول نہ کرے وہ اور کرے خوب کرے۔ کبھی باز نہ آئے۔ یہاں تک کہ بندے کی موت واقع ہو جائے۔ شیطان وسواس ہے۔ خوب وسوسے پیدا کرتا ہے۔ بندے کو ورغلاتا ہے۔ دشمن ہے ہمارا ازلی۔

شیطان کے دوسرے شرور:

شیطان سے کئی قسم کے شر صادر ہوتے ہیں جن سے پناہ مانگنا لازم تھا اس لیئے شر کو اس کی ذات کی طرف مضاف کیا گیا ہے تا کہ استعاذہ اس کے تمام شرور پر مشتمل ہو۔ وسوسہ کو چھوڑ کر شیطان کے دوسرے شرور بھی ہیں مثلاً:

① وہ چور ہے اور لوگوں کے مال چراتا ہے۔ جس کھانے یا پینے کی چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ ذکر کیا جائے اس سے اپنا حصہ چرا لینے میں وہ کامیاب ہوتا ہے، اسی طرح جس گھر میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے لوگ غافل ہوں وہ اس گھر میں شب باش ہوتا ہے۔

② ایک شر اُس کا یہ ہے کہ جس کے دل میں وسوسہ ڈال کر اس سے گناہ کراتا ہے پھر خود ہی اس کا پردہ فاش کر کے لوگوں میں اس کو رسوا و ذلیل اور بدنام کرتا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص پوشیدہ طور پر کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے جس سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہوتا۔ لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسرے دن اس کی خبر چاروں طرف پھیل گئی ہے اور لوگوں کا موضوعِ سخن اسی کا گناہ ہے۔ یہ تمام شیطان کی کارستانی ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ستار ہے اپنے بندہ کے گناہوں اور اس کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے لیکن شیطان جو اس کا دشمن ہے اس کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتا ہے، بہت سے لوگ اس نکتہ سے بے خبر ہیں۔

③ شیطان کا ایک شر یہ بھی ہے کہ انسان کوئی نیکی کا کام کرنا چاہے تو وہ اس کا راستہ روکتا ہے اور اس کو نیکی سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے، دنیا میں جتنی بھی نیکیاں ہیں ہر ایک نیکی کے راستہ پر شیطان بیٹھا راستہ روک رہا ہے اور اس کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس راستہ پر کوئی نہ چلے اور اگر کوئی اس کی مخالفت کر کے چل پڑے تو وہ رہزن کی طرح اس کو تشویش میں ڈال کر اور ہر قسم کی رکاوٹ اس کے سامنے لا کر اسے آخر تک پہنچنے نہیں دیتا لیکن اگر کوئی خوش قسمت اور باہمت انسان نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ایسی باتوں پر آمادہ کرنے میں کوشاں رہتا ہے جس سے اس کا وہ عمل برباد ہو جائے۔ اس نے قسمیں کھا کر کہا تھا جس کا ذکر قرآنِ کریم میں موجود ہے:

﴿لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ﴾ (سورۃ الاعراف: ۱۶، ۱۷)

"یقیناً میں ان کو گمراہ کرنے کے لیئے تیرے صراط مستقیم پر بیٹھ جاؤں گا اور پھر ان کا راستہ روکنے کے لیئے ان کے آگے کی طرف سے اور اُن کے

پیچھے کی طرف سے اوران کی دائیں اور بائیں جانب سے آکر اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی کوشش کروں گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو ان میں سے اکثروں کو ناشکر گزار پائے گا''۔

④ شیطان کا ایک شر یہ ہے کہ جب انسان سوجاتا ہےتو وہ اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے جو اس کے لیئے تہجد کے واسطے اٹھنے میں رکاوٹ بنتی ہے۔صحیح بخاری ومسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ؛يَضْرِبُ عَلَى كُلِّ عُقْدَةٍ،عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيْلًا فَارْقُدْ،فَإِنْ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ،فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ،فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقُدُهُ،فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ،وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ)) [1]

''شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں بھی پھونک دیتا ہے کہ سوجا،ابھی رات بہت باقی ہے۔پھر اگر کوئی بیدار ہوکر اللہ کی یاد کرنے لگا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے،پھر وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔پھر اگر (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق وچوبند،خوش مزاج رہتا ہے،ورنہ سست اور بدباطن رہتا ہے''۔

بندہ سورہا ہے۔اُس کا ابدی دشمن اس کو گمراہ کرنے کے پروگرام کررہا ہے۔گرہیں لگارہا ہے تاکہ اس کو دین سے گمراہ وغافل کردے۔

---

[1] اللؤلؤ والمرجان:۴۴۴

جو اٹھا، وضوء کیا اور نماز پڑھی وہ بندہ نشیط ہوگیا۔ اگر وہ نہ اُٹھا نہ اللہ کا ذکر کیا، نہ وضوء کیا اور نہ نماز پڑھی۔ ویسے ہی نہائے، خوشبو لگائی اور اَپ ٹو ڈیٹ صاف ستھرا بن جائے، دفتر میں جارہا ہے، گاڑی میں جارہا ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

((اَصْبَحَ خَبِیْثُ النَّفْسِ کَسْلَانَ)) [1]

''وہ کسلان بھی ہے اور خبیث النفس بھی ہے۔''

انسان سورہا ہوتا ہے اور دشمن اپنی کاروائیاں کررہا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر! اس نے وسوسے کے ذریعے ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکال دیا، اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ صحیح بخاری ومسلم، ترمذی ونسائی اور مسند احمد کی ایک قدسی روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا:

((اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ)) ''نکال لو جہنم کا گروہ۔''

نکال کر جہنم میں ڈال دو، پوچھا جائے کہ اے اللہ! ((بَعْثُ النَّارِ)) کیا ہے؟ جہنم کی جماعت کہاں ہے؟ جہنم کی فوج کہاں ہے؟ تو اللہ فرمائے گا:

((مِنْ کُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعٌ وَّتِسْعِیْنَ)) [2]

''ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنمی ہیں (اور صرف ایک جنتی)۔''

ہمارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریّت کو اتنا ورغلایا، اتنا صراط مستقیم سے دور کیا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے شیطان کے چیلے بن گئے اور جہنم کا لقمہ بن گئے اور صرف ایک شخص ہدایت کے اور جنت کے قابل قرار پایا۔

⑤ شیطان اپنی پرستش چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اللہ کی توحید اور عبادت دنیا سے مٹ جائے اور دنیا کے چھوٹے سے چھوٹے حصے میں اس (شیطان) کی دعوت کا بول بالا ہو اور لوگ اپنے معبودِ برحق کو چھوڑ کر اس کی پرستش میں مشغول ہو جائیں۔

⑥ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالوانا بھی اسی شیطان کی کارستانی تھی کہ اہلِ بابل کو اس پر

---

[1] حوالہ سابقہ ایضاً۔ [2] بخاری ۲۳؍۷؍۴ مختصر صحیح مسلم: ۱۰۳، صحیح الجامع: ۸۱۴۲

آمادہ کیا کہ رئیس الموحدین ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگ میں پھینکیں۔

⑦ اس نے یہودیوں کو ورغلایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لیئے جدوجہد کریں۔ یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان کی حمایت کی اور کافروں کے شر سے انہیں محفوظ رکھا۔ پہلے کے حق میں فرمایا:

﴿یٰنَارُ كُونِیْ بَرْدًا وَّسَلٰماً عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ﴾ (سورۂ انبیاء: ۶۹)

''اے آگ! ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی اور سلامتی کا موجب ہوجا''۔

جبکہ دوسرے کے بارے میں بتایا:

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (سورۂ نسآء: ۱۵۷)

''انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو صلیب دینے میں کامیاب ہوئے بلکہ ایک شبہہ میں ڈال دیے گئے''۔

⑧ شیطان ہی کے کرتوت تھے کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کافروں کے ہاتھ سے شہید کرایا۔ فرعون کو خدائی کا دعویٰ کرنے، ملک میں سخت فساد پھیلانے اور غریبوں پر مظالم ڈھانے پر آمادہ کیا اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف کافروں کو اُکسایا کہ ان کے قتل کی سازش کریں اور ان کی رسالت کو ناکام بنانے کے لیئے ان کے ساتھ لڑائیاں لڑیں۔

⑨ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ انگارہ لے کر سامنے سے نمودار ہوا اور قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے نقصان پہنچے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پناہ لی اور اس پر اللہ کی لعنت بھیجی جس پر وہ بھاگ گیا۔ [1]

⑩ اسی طرح یہودیوں کو ورغلایا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ جس جا ذکر پہلے مفصل ہو چکا ہے۔

الغرض جب اس کی یہ حالت تھی کہ وہ انبیاء علیہم السلام تک سے نہیں چوکتا اور سید الانبیاء

[1] صحیح مسلم

ﷺ کونماز کی حالت میں چھیڑا تو اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ اس کے شر سے مخلصی پانا کس قدر دشوار ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کا فضل شامل نہ ہو تو معاملہ نہایت سخت ہے۔

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكٰى مِنكُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۙ وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّي مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (سورة النور: ۲۱)

''اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت تمہارے شاملِ حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں سے ہرگز اُس کے شر سے مخلصی پا کر پاکیزہ نہ بنتا۔لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے قانونِ حکمت کے مطابق پاکیزہ بناتا اور اس کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے''۔

اب ضروری ہے کہ ان دو سورتوں (معوّذتین) کی تلاوت کے ذریعے اس وسواس کے شر سے پناہ طلب کی جائے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ)) [1]

''شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔''

اور انسان کو ورغلانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے۔لہٰذا اس سے تحفظ چاہیئے۔اُس حارس کو اپنایئے جو شیطان کے وسواس سے بندوں کو بچا سکے۔

شیطانی شر کی اقسام:

شیطانی شر کے چھ قسمیں ہیں۔اگرچہ ہر ایک قسم کا شر جو دنیا میں موجود ہے اس کی ابتداء شیطان سے ہے اس لیئے شر کی قسموں کا شمار کرنا قدرے دشوار ہے۔لیکن اس کی بڑی بڑی چھ قسمیں ہیں اور وہ ہمیشہ انسان کو انہیں میں سے کسی ایک میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ان شرور کا ذکر ہم مختصر طور پر کر کے اصل تفسیر کی طرف لوٹتے ہیں۔

---

[1] بخاری ۳۲۶/۴

① شرک وکفر:

سب سے بڑا شر شرک وکفر ہے، جس کا نتیجہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی دشمنی ہوتی ہے اور جس کی عقوبت، آخرت میں ابدی جہنم ہے۔ شیطان سب سے پہلے انسان کو اسی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ اس میں کامیاب ہوجائے تو گویا اس کے دل کی مراد پوری ہوجاتی ہے کیونکہ ایسا شخص (العیاذ باللہ) ابلیس کا داعی اور اس کا نائب بن جاتا ہے۔

② بدعت:

اگر پہلی قسم میں وہ کامیاب نہ ہوتو پھر وہ آدمی کو بدعت کی طرف بلاتا ہے اور اس کو وہ فسق وفجور پر ترجیح دیتا ہے کیونکہ پہلی قسم کا تعلق اعتقاد سے ہے اور اس دوسری قسم کا تعلق عمل کی خرابی سے ہے۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اکثر اوقات انسان کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے اس لیئے وہ عموماً توبہ پر مائل ہوجاتا ہے لیکن چونکہ بدعت کو آدمی اپنے زعم میں برا سمجھتا ہی نہیں بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں ایک اچھا کام کررہا ہوں اس لیئے وہ اس سے تائب نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے تائب ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

بدعت کی بنیاد مخالفتِ رسول ﷺ پر ہے اس لیئے اس کا درجہ شرک اور کفر کے قریب قریب ہے، لہٰذا بدعت کی طرف بلانا شیطانِ لعین کا مرغوب اور پسندیدہ مشغلہ ہے اور اس کوشش میں وہ کامیاب ہوتو وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنے نائبوں کی تعداد میں ایک اور کا اضافہ کردیا۔ دراصل بدعت کا نقصان کفر اور شرک سے کچھ کم نہیں بلکہ بعض اوقات اس کا شر ان سے بڑھ کر خرابی پیدا کرتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کا دوست نما دشمن اور اس کا بدعت کی طرف بلانا شہد میں زہر ملا کردینے کی حیثیت رکھتا ہے۔

③ کبائر:

اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے سنت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی ہوتو شیطان کا تیسرا داؤ

یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو کبائر کے ارتکاب پر آمادہ اور اس میں مبتلا کر دے اور اگر وہ شخص عالم ہے اور لوگ اس کو قابلِ اقتدا سمجھتے ہیں تو شیطانِ لعین کی تمام تر کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کو پھسلا دے تاکہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور اس کے فیضِ صحبت سے جو تھوڑا بہت فائدہ ہو رہا تھا اس کا دروازہ بند ہو جائے۔ جب وہ بدقسمتی سے گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر اس (شیطان) کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اس کو لوگوں میں شہرت دے اور عوام میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہوتی جو ابلیس کے نائب بن کر اس عالم کی اس لغزش کو مشہور کرتے پھرتے ہیں اور بزعمِ خود اس کو ایک ثواب کا کام سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کو ابلیس کا نائب اس لیئے کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ (سورة النور: ۱۹)

''جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنوں کی بری بات مشہور ہو جائے ان کے لیئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔

④ صغائر:

اگر شیطان کو اس کوشش میں بھی مایوسی ہو اور وہ کبیرہ کے ارتکاب پر بھی کسی کو مائل نہ کر سکے تو وہ صغائر کرا لینے پر اکتفاء کرتا ہے کیونکہ صغائر بھی جمع ہو کر کبیرہ کی طرح انسان کی ہلاکت کا باعث ہو سکتے ہیں۔

نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:

''حقیر گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی قوم بیابان میں اتر پڑے اور ہر ایک ان میں سے جا کر جنگل سے ایک لکڑی کا ٹکڑا اٹھا لائے۔ یہ ٹکڑے جمع کر کے ایک بڑی آگ مشتعل کی جا سکتی ہے۔ جس پر روٹی پکا سکتے اور کباب بھون سکتے

ہیں۔(یہ حدیث بالمعنیٰ روایت کی گئی ہے)[1]

صغائر کے ارتکاب میں ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ مرتکب ان کو بہت ہلکا اور نا قابلِ اعتناء سمجھ کر ان کو ارتکاب کرتا ہے لیکن کسی کبیرہ کا کرنے والا جو اپنی عاقبت کی بابت، ہراساں ہے اس سے بہت بہتر ہے جو صغائر کو حقیر سمجھ کر ان کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔

⑤مباحات:

شیطان کے شر کی پانچویں قسم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص صغائر کا بھی ارتکاب نہیں کرتا تو وہ اس کو ایسے مباحات (جن کے کرنے نہ کرنے میں ثواب عذاب نہیں) میں مشغول کر دیتا ہے۔جن میں مشغول رہ کر انسان ثواب کے کاموں سے محروم رہتا ہے اور جن کا ثواب باوجود قدرت کے کھو بیٹھنا نقصانِ عظیم ہے، شیطان کو اس سے بھی خوشی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو ثواب اور درجات کے حاصل کرنے سے محروم کر دے۔

⑥افضل عمل سے باز رکھنا:

اگر کوئی صاحبِ بصیرت شخص اپنے وقتِ عزیز کا اس قدر خیال رکھتا ہے کہ اس کو مباحات میں بھی ضائع نہیں کرتا اور سمجھتا ہے کہ اس کا ایک ایک لمحہ اگر کسی نیک کام میں صرف کیا جائے تو اس سے ملکِ ابد کے درجاتِ عالیہ خریدے جاسکتے ہیں تو ایسے شخص کے ساتھ شیطان ایک اور داؤ کھیلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ افضل عمل سے باز رکھ کر عملِ مفضول (جو پہلے کے مقابلہ میں کمتر ثواب کا موجب ہو) میں مشغول کر دیتا ہے تا کہ انکو کم از کم ثواب کی زیادتی سے محروم کر دے۔ یہ ایک ایسا دامِ فریب ہے کہ جس کا پول اکثر لوگوں پر نہیں کھلتا اور بڑے بڑے عابد اس میں گر پڑتے ہیں کیونکہ جب ایک شخص اپنے دل میں کسی نیکی اور کارِ ثواب کے کرنے کی رغبت پاتا ہے تو اسے گمان تک نہیں ہوتا کہ اس کا محرک اور ترغیب دہندہ شیطان ہے۔لیکن

---

[1] بحوالہ تفسیر المعوذتین علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہؒ طبع دار الکتاب السلفیہ، لاہور

حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے اور شیطان اس کو کسی نیکی کے کرنے کی اس لیئے ترغیب دیتا ہے کہ اس کو اس بہتر نیکی سے مانع ہو جس کے کرنے سے اس کو بہت زیادہ ثواب حاصل ہو سکتا تھا۔

﴿اَلْخَنَّاس﴾ کی تفسیر

خناس کے معنے:

خناس کا مادہ "خَنَسٌ" ہے۔ جس کے معنے ہیں ظہور میں آنے کے بعد چھپ جانا اور پیچھے ہٹ جانا۔ قرآن میں ہے:

﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ﴾ (سورۂ تکویر: ۱۵)

"میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو ظہور میں آنے کے بعد چُھپ جاتے ہیں"۔

خناس کا معنیٰ یہ بھی ہے، سکڑنے والا اور سمٹنے والا۔ شیطان سکڑتا بھی اور سمٹتا بھی ہے۔ پیچھے بھی ہٹتا ہے، دوڑتا بھی ہے اور بڑا ڈرپوک ہے۔ وہ بھاگ بھی جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان سکڑ کر وہاں سے بھاگتا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ بندوں کی نماز کو خراب کرنے کے لیئے شیطان مسجد میں آجاتا ہے:

((إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ، فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ، حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ، حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ، حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ، يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا، اُذْكُرْ كَذَا، لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ؛ حَتَّى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى)) [1]

---

[1] اللؤلؤ والمرجان: ۲۱۶

"جب نماز کے لیئے آذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بڑی تیزی کے ساتھ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ تاکہ آذان کی آواز نہ سن سکے۔ اور جب آذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے۔ لیکن جوں ہی اقامت شروع ہوتی ہے وہ پھر پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔ جب اقامت بھی ختم ہو جاتی ہے تو شیطان دوبارہ آکر فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ ان باتوں کی شیطان یاد دہانی کراتا ہے جن کا اسے خیال بھی نہ تھا۔ اور اس طرح اس شخص کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ اُس وقت شیطانِ رجیم، شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ طلب کیا کرو کہ "اے اللہ! اس شیطانِ مردود سے پناہ دے"۔

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس سورۃ میں بتایا گیا کہ شیطان کے شر سے بچاؤ کا طریقہ کیا ہے؟ اللہ کا ذکر کثرت سے ہوگا تو شیطان خناس بن جاتا ہے، سمٹتا، سکڑتا، دوڑتا اور بھاگتا ہے۔ لہٰذا کثرتِ ذکر جو ہے وہ شیطان کے وساوس کا علاج ہے۔

الغرض جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے قلب پر چھا جاتا ہے اور اس کے دل میں قسم قسم کے وسوسے ڈالتا ہے جو مختلف گناہوں کے ارتکاب کا بیج بوتا ہے لیکن جب انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائے اور اس کے ساتھ شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ لے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور ظاہر ہونے کے بعد پھر چُھپ جاتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے تمثیلی پیرائے میں اس کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شیطان اپنی کتے جیسی تھوتھنی آدمی کے قلب پر رکھے رہتا ہے لیکن جب آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو تو وُہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اپنے اڈے کو چھوڑ دیتا ہے۔

تفسیر ﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاس﴾

﴿اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

''جو لوگوں کے سینوں میں وساوس پیدا کرتا ہے وہ خواہ جن ہو خواہ انسان ہو۔''

یعنی جن وانسان موذی بھی ہو سکتے ہیں وسواس بھی ہو سکتے ہیں۔ کچھ شیطان جن ہوتے ہیں۔ کچھ شیطان انسان ہوتے ہیں۔ کچھ انسان شیطان ہوتے ہیں، بلکہ شیطانوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ اتنے بدتر کہ شیطان بھی اُن کے شر سے متاثر ہو کر، ان کے پلید لباس سے متاثر ہو کر اُن کے چیلے بن جاتے ہیں۔ جس طرح بعض نیک لوگ ہوتے ہیں جن کا علم، ان کا زُہد، ان کا تقویٰ مثالی ہوتا ہے تو نیک جن اُن کے پاس آجاتے ہیں۔ ان سے تلمّذ کرتے ہیں، اُن سے پڑھتے ہیں، کسبِ فیض کرتے ہیں، اُن کی صحبت سے متمتع ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض شیطان کی طرح خبیث ہوتے ہیں، اتنے بدکردار، اتنا اُن کا سازشی ذہن ہوتا ہے کہ شیطان بذاتِ خود حیران ہوتا ہے کہ یہ تو مجھ سے بھی آگے ہیں۔ یہ تو ہمیں بھی کاٹ گیا۔ اُس کے پاس آتے ہیں اور آکر کہتے ہیں تو ہمارا گرو ہے ہم تیرے چیلے ہیں۔

یا اللہ! خواہ! وہ شیطان جنوں سے ہو یا خواہ وہ انسانوں سے ہو ہم ہر ایک کے شر سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔ آمین

شیطان کے شرور سے بچاؤ

① معوذتین:

شیطان کے شرور سے بچاؤ کے لیۓ یہ مذکورہ دونوں سورتیں پڑھا کریں۔

② آیتُ الکرسی:

شیطان کے شر سے بچاؤ کے لیۓ آیت الکرسی بھی پڑھا کریں۔ سنن نسائی اور صحیح

ابن حبان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَحِلَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتَ))[1]

''جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی اس کے اور جنت میں داخل ہونے کے درمیان موت کے علاوہ کوئی رکاوٹ نہیں''۔

اور ''اس کو پڑھ کر سوؤ گے تو صبح تک اللہ کی طرف سے محافظ تمہاری حفاظت کرے گا''۔[2]

③ ایک اور ورد:

اس کے علاوہ ایک ورد یہ ہے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ))[3]

''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی بادشاہت اور اُسی کے لیئے ہی ہر تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔''

صحیح بخاری و مسلم، ترمذی و ابن ماجہ اور مسند احمد میں اللہ کے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

''جو شخص دن میں سو بار یہ پڑھ لے تو اللہ رب العزت اُس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب دیتا ہے۔ نیکی اُسے عطا فرماتا ہے۔ اور سو گناہ اُس کے معاف کر دیتا ہے اور اُس دن اسے شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔''[4]

---

[1] نسائی: ۳۳۸۱/۲
[2] صحیح بخاری۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ
[3] صحیح بخاری و صحیح مسلم
[4] صحیح الجامع: ۴۲۳۵۔۴۲۳۷

④ذکرِ الٰہی:

اللہ کا ذکر بکثرت کیجیئے اور ان دونوں سورتوں کو پڑھیئے۔اللہ کے پیغمبر کے صبح وشام کے اذکار میں یہ سورتیں شامل تھیں۔فجر کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ یہ پڑھتے اور مغرب کے بعد بھی تین مرتبہ پڑھتے۔ ہر نماز کے بعد ایک ایک بار پڑھتے اور سونے کے وقت تین تین مرتبہ پڑھتے۔اوران کے شروع میں سورت اخلاص ﴿قُلْ هُوَا للّٰهُ اَحَدٌ...﴾ بھی پڑھا کرتے تھے۔

⑤ بکثرت ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ)) اور ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّ ةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) پڑھا کریں۔

⑥سورۃ البقرہ اپنے گھروں میں پڑھا کریں۔

⑦ خصوصاً آیۃ الکرسی کے علاوہ آخری دو آیتیں روزانہ پڑھنا ہرگز نہ بھولیں۔

⑧اپنے غصّے پر قابو رکھیں کیونکہ یہ شیطان کی راہیں ہموار کرتا ہے۔

⑨فضول گوئی اور لغو حرکات سے گریز کریں کہ یہ شیطانی تسلط کا باعث بنتی ہیں۔

⑩پرخوری کی عادت چھوڑ دیں کیونکہ شکم سیری میں شیطان کا غلبہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور ہر طرح کے فتنوں اور شرور سے ہمیں محفوظ رکھے۔آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چند جھلکیاں مُعوّذِتین کے فضائل کی

① حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات جب بھی سوتے، بستر پر آتے تو یہ تینوں سورتیں تین تین بار پڑھتے اور اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور جہاں تک آپکے ہاتھ پہنچتے وہاں تک اپنے ہاتھ بدن پر پھیرا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

② شیطان کے خلاف ایک حارس (چوکیدار) ہیں۔ شیطان کے شر کو دفع کرنے کے لیئے اور اُس کے مکروفریب کو ٹالنے کے لیئے یہ سورتیں حارس (چوکیدار) کا کام دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو شخص ان سورتوں کو پڑھے گا اللہ رب العزت اسے شیطان کے شر سے کفایت کردے گا۔'' (ابوداؤد)

اللہ اُس کے لیئے کافی ہوگا اور شیطان کا شر، فساد، اس کا مکر اُسے لاحق نہیں ہوگا۔ اس لحاظ سے اِن سورتوں کو بڑا عظیم مقام حاصل ہے۔

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر پھونکتے جب (مرض الموت میں) آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو میں معوذات پڑھ کر آپ ﷺ پر پھونکتی اور برکت کی خاطر آپ ﷺ کا دست مبارک آپ ﷺ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔ (صحیح بخاری)

④ حضرت ابن عابس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

''کیا میں تمہیں پناہ مانگنے والوں کی بہترین دعا نہ بتاؤں؟'' صحابی نے عرض کیا: ''کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ!'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ''یہ دونوں سورتیں پناہ مانگنے والی ہیں۔'' (نسائی)

⑤ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کہتے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شام اور صبح کے وقت تین مرتبہ سورۂ اخلاص اور تین مرتبہ معوذتین پڑھو، یہ ہر مصیبت اور تکلیف سے بچنے کے لیئے کافی ہوں گی۔'' (ابوداؤد)

⑥ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوذات (سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد)